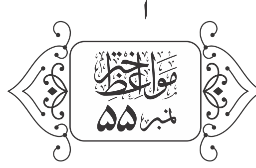
مواعظ اختر نمبر ۵۵

روزہ اور ترکِ معصیت



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com



روزہ اور ترکِ معصیت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: روزہ اور ترکِ معصیت

نامِ واعِظ: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

تاریخِ وعظ: ۱۲ رمضان المبارک، ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۹۸۸ء بروز جمعہ

مقام: مسجد اشرف، گلشن اقبال، کراچی

موضوع: آدابِ رمضان اور حصولِ تقویٰ

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میرؔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

اشاعت دوم: رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ مطابق جون ۲۰۱۶ء

ناشر: ادارہ تالیفات اختریہ

بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

عنوانات صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزہ اور ترکِ معصیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ

مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ○

(سورۃ البقرۃ:آیۃ ۱۸۳)

روزے کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے ہم پر روزہ اسی طرح فرض فرمایا ہے جس طرح پہلی امتوں پر فرض تھا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ○ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ یہ چند دن ہوتے ہیں جن کو تم انگلیوں پر گن لیتے ہو اور ایک دن آتا ہے کہ معلوم ہوا چاند نظر آ گیا۔ لیکن رمضان شریف کے روزے کا مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا مقصد ہمیں بھوکا اور پیاسا رکھنا نہیں ہے لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ روزہ متقی کس طرح بناتا ہے؟ انسان کی فطرت گناہ کی طرف مائل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رمضان میں حلال نعمتوں سے بھی روک دیا۔ بتایئے! کھانا پینا حلال ہے یا نہیں؟ لیکن رمضان المبارک میں صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک حلال نعمتوں کو بھی حرام فرما دیا تاکہ جب اللہ کے حکم کی وجہ سے حلال سے بچنے کی مشق ہو جائے گی تو حرام سے بچنا بھی آسان ہو جائے گا، جب حلال سے بچنے کی قوت پیدا

ہوجائے گی تو رمضان کے بعد حرام سے بچنا آسان ہوجائے گا۔لیکن وہ شخص انتہائی ظالم ہے جس کے پیٹ میں کوئی غذا اور چارہ نہیں ہے پھر بھی وہ بے چارہ اچھل رہا ہے۔یوپی میں مثل مشہور تھی کہ جب پیٹ میں پڑا چارہ تو اچھلنے لگا بے چارہ۔تو وہ انسان انتہائی ظالم ہے کہ پیٹ خالی ہے، بھوک لگی ہوئی ہے، زبان خشک ہے، کمزوری محسوس ہورہی ہے لیکن پھر بھی نامحرم عورتوں اور حسین لڑکوں سے اپنی نظر کی حفاظت نہیں کرتا۔ جو شخص اس مبارک مہینہ میں بھی گناہوں سے نہیں بچتا وہ اللہ کے انتہائی غضب کا مستحق ہوتا ہے۔

حج وعمرہ سے پہلے حرمین شریفین کے آداب سیکھئے

جیسے حرمِ کعبہ میں کوئی شخص اپنی نگاہوں کی حفاظت نہ کرے، کعبہ بحیثیت مکان محترم ہے اور ماہِ رمضان بحیثیت زمان محترم ہے، تو کوئی شخص حرمِ کعبہ میں بھی غیبت کرے، وہاں بھی ریڈیو سن رہا ہے اور ایک حاجی دوسرے حاجی سے کہتا ہے کہ دیکھو آج ہی فلپس کا ریڈیو خریدا ہے، کیا اچھا بج رہا ہے، یہ بات کعبہ شریف میں ہورہی ہے، ایسے ہی کعبہ شریف میں عربوں کے یا انڈونیشیا کے کم عمر لڑکے آتے ہیں، اب بجائے کعبہ دیکھنے کے انہیں دیکھ رہے ہیں۔

دوستو! میں خصوصاً حاجیوں سے، حج اور عمرہ کرنے والوں سے گذارش کرتا ہوں کہ کعبہ شریف اللہ کا گھر ہے، جو شخص کعبہ میں داخل ہوگیا وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے، جو شخص کسی کے مہمان کو ذلیل کرتا ہے تو میزبان کو کتنا غصہ آتا ہے، ایسے شخص کے لیے خطرہ ہے کہ اس کا خاتمہ بھی خراب ہوجائے۔ اس لیے جو شخص حج کرنے جائے پہلے ہی سے تقویٰ سیکھ کر جائے، خوب اللہ والا بن کر جائے، کوشش کر کے اس بات کو سیکھے کہ وہاں کیسے رہنا ہے، اللہ کا گھر بڑا محترم مقام ہے، وہاں اللہ میزبان ہے، حاجی مہمان ہیں۔

شیطان کا مکروفریب

اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ ناظم آباد سے ایک دفعہ میرے ساتھ ایک صاحب حج پر گئے تھے، پچاس ساٹھ برس کی درمیانی عمر ہو گی، ان سے میری بے تکلفی بھی تھی، بہت شریف، سیدھے سادے، بھولے بھالے آدمی تھے، کہنے لگے کہ مولانا صاحب! یہ انڈونیشیا کی پندرہ سولہ سال کی لڑکیاں جو سفید برقعوں میں بیٹھی ہیں بالکل سفید کبوتریاں لگتی ہیں، ان کے چہروں پہ بڑا نور معلوم ہوتا ہے، بڑی معصومیت، بڑا بھولا پن ہے۔ میں نے ان سے گذارش کی کہ حاجی صاحب! آپ کیوں اپنا حج ضائع کر رہے ہیں، آپ کعبہ شریف کا نور دیکھنے آئے ہیں یا کم عمر لڑکیوں کے چہرہ کا نور دیکھنے آئے ہیں؟ تمہیں شیطان بہکا رہا ہے۔ نامحرم عورت کے چہرہ کو دیکھنا گناہِ کبیرہ ہے اور یہ کہنا کہ ان کے چہرہ پہ نور برس رہا ہے تو آپ کعبہ کی تجلیات دیکھنے آئے ہو یا نامحرموں کو۔ شیطان نے تم کو کیسا چکر دیا۔ بعض لوگ بے پردہ عورتوں کو دیکھے جا رہے ہیں اور کہتے ہیں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کیا معاشرہ ہے! کتنی بے حیائی پھیل رہی ہے، مولانا! ذرا دیکھئے۔ دیکھ بھی رہے ہیں اور لَاحَوْلَ بھی پڑھ رہے ہیں، ایسا لَاحَوْلَ خود اس شخص پر لَاحَوْلَ پڑھتا ہے۔ گناہ سے توبہ اور لَاحَوْلَ جب قبول ہے جب انسان گناہ سے الگ ہو جائے، پہلے نظر بچاؤ اس کے بعد لَاحَوْلَ پڑھو اور استغفار کرو۔

روزہ اور قرآن پاک قیامت کے دن شفاعت کریں گے

بہرحال یہ مبارک مہینہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمیں تقویٰ کی مشق کے لئے عطا فرمایا ہے اور یہ نصِ قطعی ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ کسی نے کوئی باریک نکتہ نکال دیا ہو، یہ بہت ہی جلی نکتہ ہے، اس آیت نے نصِ قطعی سے ثابت

کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں اور تراویح کو اس مبارک مہینے میں ہمیں متقی بنانے کے لئے نازل فرمایا ہے، اسی لئے دن کا روزہ اور رات میں قرآن کا سننا قیامت کے دن ان دونوں کو اللہ تعالیٰ حقِ شفاعت عطا فرمائیں گے:

((اَلصِّیَامُ وَ الْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَ یَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الصوم؛ ص ۱۷۳)

روزہ کہے گا کہ اے اللہ! اس شخص نے آپ کی خاطر دن بھر کھانا پینا نہیں کیا، آپ اس کو بخش دیجئے، اللہ اس کی شفاعت کو قبول فرمائیں گے، اللہ نے اس کی شفاعت کی قبولیت سرورِ عالم ﷺ پر بذریعہ وحی نازل کر دی، تراویح یہ کہے گی کہ یہ رات کو بیس رکعات پڑھتا تھا، قرآن سنتا تھا، قرآن کہے گا یا اللہ! خوب ڈٹ کر افطاری کھانے کے بعد اس کو نیند کا جھونکا آتا تھا لیکن پھر بھی یہ کھڑے ہو کر قرآن شریف سنتا تھا، لہٰذا آپ میری شفاعت کو قبول فرمائیے، اس کو بخش دیجئے، روزہ اور تراویح میں قرآن کا سننا یہ دونوں شفاعت کریں گے اور اللہ کے یہاں ان کی شفاعت قبول ہے۔ اور بیس رکعات تراویح عورتوں پر بھی سنتِ مؤکدہ ہے لیکن ان پر جماعت نہیں ہے، فقہاء نے خواتین کی جماعت کو مکروہ تحریمی لکھا ہے، وہ اپنی الگ الگ بیس رکعات پڑھ لیں جتنا قرآن یاد ہو، اگر عورت قرآن کی حافظہ ہے تو تراویح میں اپنا قرآن پڑھ لے، اگر حافظہ نہیں ہے تو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے پڑھ لے۔

صحبتِ اہل اللہ میں اپنی اصلاح کی نیت ضروری ہے

تو اگر کوئی اہل اللہ کی صحبت نہ اٹھائے، اللہ سے ڈرنے والوں کے

پاس نہ رہے تو روزہ میں بھوک سے مرتا رہے گا لیکن پھر بھی گناہ نہیں چھوڑے گا لیکن اگر کوئی شخص اللہ والوں کے پاس رہتا ہے اور اس کی نیت اصلاح کی ہو، خالی وقت گذاری اور دل بہلانے کے لئے نہ ہو تو اس کی اصلاح ہو جائے گی، بعض لوگوں کو شیخ سے محبتِ طبعیہ ہوگئی لیکن ان کو اپنی اصلاح کی فکر نہ تھی، وہ اللہ کے عذاب وغضب سے نہیں ڈرے، تو ایسے لوگوں کی کبھی اصلاح نہیں ہوگی کیونکہ آخرت نیت سے ملتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ خانقاہوں میں تمام عمر گذار دیتے ہیں مگر جیسے کندۂ ناتراش تھے ویسے ہی رہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی نیت اصلاح کی نہیں ہوتی لہٰذا حقِ اصلاح ادا نہیں کرتے، شیخ کو اپنے حالات نہیں بتاتے، چھپ چھپ کر جو گناہ چاہتے ہیں کر لیتے ہیں۔ یہ بتاؤ کہ ایک آدمی ساری زندگی ڈاکٹر کے پاس رہتا ہے، ڈاکٹر کے ساتھ چائے بھی پیتا ہے، دوستی بھی ہے، ڈاکٹر کے سر میں تیل کی مالش بھی کرتا ہے، رات دن ڈاکٹر سے دوستی رکھتا ہے، ڈاکٹر بھی اس کو بہت مانتا ہے، جو کچھ بریانی کباب ڈاکٹر کھاتا ہے اس سے بھی کہتا ہے کہ آؤ بھئی! تم تو ہمارے دوست ہو لیکن یہ ظالم جو دوستی کر رہا ہے، ڈاکٹر سے کبھی اپنا مرض نہیں بیان کرتا ہے، یہ نہیں کہتا کہ میرے پیٹ میں درد ہے، مجھے پیچش لگی ہوئی ہے، میرے پیٹ میں بار بار مروڑ اٹھتے ہیں اور میں روزانہ دن رات میں دس دفعہ بیت الخلا جاتا ہوں، یہ سب نہیں بتاتا، سوچتا ہے کہ اگر بتادوں گا تو کہیں ڈاکٹر مجھے کھچڑی کھلانا نہ شروع کردے، میرے کباب نہ بند کردے، پھر یہ مجھ سے پرہیز کرائے گا اور مجھے کڑوی دوا بھی کھانی پڑے گی۔ تو اس شخص کا کیا حال ہوگا؟ کیا ڈاکٹر کی دوستی سے اس کی بیماری اچھی ہو جائے گی؟ ڈاکٹر کا بیٹا، ڈاکٹر کا سگا بھائی بھی اگر اپنا مرض بیان نہ کرے گا تو ساری عمر

مریض ہی رہے گا۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص کسی ولی اللہ کے پاس، شیخ کے پاس ساری زندگی رہے اور گناہ کو اوڑھنا بچھونا بنائے رکھے تو اس شخص کا کیا حال ہوگا؟ اس پر تو دُگنا مقدمہ چلے گا کہ رات دن اللہ کے ذکر کے ماحول میں، ہماری یاد کے ماحول میں بھی تم نے اپنی اصلاح نہ کرائی۔

گناہ ہمت وارادہ سے چھوٹتے ہیں

تو دوستو! ذرا فکر کیجیے، اصل میں انسان ہمت ہی نہیں کرتا، اگر وہ ہمت کرلے تو اللہ تعالیٰ نے اسے وہ طاقت دی ہے کہ اگر ابھی ارادہ اور ہمت کرلے کہ مجھے پیدل لاہور جانا ہے، تو وہ پیدل لاہور پہنچ جائے گا، اگر ابھی ارادہ کرلے کہ مجھے کسی عورت کو نہیں دیکھنا ہے چاہے جان نکل جائے اور حرام نظر سے بچنا ہے تو مجال نہیں کہ اس کی ایک نظر بھی خراب ہو جائے۔ بخاری شریف کی روایت ہے:

((زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، باب زنا الجوارح دون الفرج ؛ ج ۲ ص ۹۲۳)

نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے۔ یہ جو سڑکوں پر عورتیں بے پردہ گھومتی ہیں ان پر نظر مت ڈالو، یہ آنکھوں کا زنا ہے اور ان کی گفتگو کو ریڈیو اور خبروں پر مت سنو، ان کا چبا چبا کر بولنا اور تمہارا مزے لے لے کر سننا، ان سے باتیں کر کے مزے لینا یہ کانوں کا زنا ہے:

((وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، باب زنا الجوارح دون الفرج ؛ ج ۲ ص ۹۲۳)

زبان کا زنا یہ ہے کہ بھابھی سے، ماموں کی بیٹی، چچا کی بیٹی، خالہ کی بیٹی، پھوپھی کی بیٹی سے باتیں کر رہے ہیں، گپ شپ لڑا رہے ہیں، خیر و عافیت کا تبادلہ ہو رہا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے کہ نامحرم عورتوں سے نفسانی مذاق اور ان سے گپ شپ لڑانا زبان کا زنا ہے۔

بھابھی سے پردہ کرنا واجب ہے

میرے شیخ مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے بھائی کے پاس گیا، بھائی نے حضرت سے اصلاحی تعلق قائم کرلیا تھا۔ حضرت نے اس کو بتایا تھا کہ بھابھی سے پردہ ہے، جب تمہارا بھائی آیا کرے تو اپنی بیوی کو اس کے سامنے نہ آنے دیا کرو، تو اس نے اپنے شیخ کے مشورہ کے مطابق اور شریعت کا حکم سمجھ کر اپنے بھائی کو اندر اپنی بیوی کے پاس جانے نہیں دیا، وہ اندر گھسا جارہا تھا جیسا کہ پہلے اس کی عادت تھی، تو اس نے کہا کہ بھائی صاحب! ذرا ٹھہر جائیے، آج میں آپ کا کھانا باہر لاؤں گا، آپ اندر نہ جائیے، اس نے کہا کہ کیوں؟ میں اپنی بھابھی سے بات نہیں کروں؟ اس نے کہا نہیں، شریعت منع کرتی ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے، جب وہ باہر کھانا لایا تو اس کے بھائی نے کھانا ہی نہیں کھایا اور ناراض ہوکر چلا گیا کہ تم نے ہمیں بھائی کہاں سمجھا، تم نے تو ہمیں اجنبی سمجھ کر جیسے کوئی غیر آتا ہے، اس طرح باہر کھانا لائے، میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا، جب وہ اٹھ کر گیا تو بھائی بھی اس کو منانے کے لئے پیچھے پیچھے بھاگا، مگر وہ نہیں آیا۔ کچھ عرصہ بعد میرے شیخ دامت برکاتہم وہاں تشریف لائے تو اس نے حضرت کو سارا قصہ سنایا۔ حضرت نے اس کے بھائی کو بلوایا اور دریافت فرمایا کہ تم وہاں کس سے ملنے گئے تھے، بھابھی سے یا بھائی سے؟ اس نے کہا کہ میں اپنے بھائی سے ملنے گیا تھا، تو حضرت نے پوچھا کہ پھر بھائی سے ملاقات ہوئی یا نہیں؟ کہا بھائی سے تو ملاقات ہوگئی، پوچھا کہ بھائی نے کچھ کھانا، پینا، چائے پانی پوچھا؟ کہا ہاں! کھانا بھی لائے تھے۔ تو کہا کہ پھر تم ناراض کیوں ہو؟ اب وہ خاموش ہوگیا، کوئی جواب نہیں دیا۔ تب حضرت والا نے فرمایا اب تمہارے نفس کا مرض ظاہر ہوگیا کہ تم بھابھی سے ملنے گئے تھے جس کے

نہ ملنے سے تم بے چین ہو گئے، اللہ کے غضب سے ڈرو اور اپنے اس مرض کا علاج کراؤ، ایک شخص تم کو اپنی بیوی نہیں دکھاتا تو تم اس سے ناراض ہوتے ہو، یہ تمہاری شرافت ہے؟ اگر کوئی اپنی بیوی نہ دکھائے تو تم اس سے ناراض ہو کر بھاگے جا رہے ہو، شرم نہیں آتی تم کو، جب اس کا مرض پکڑا گیا پھر اس کی سمجھ میں بات آ گئی اور اس نے معافی مانگی کہ بھائی صاحب! مجھے معاف کر دو، میں تو آپ ہی سے ملنے آتا ہوں، بھائی تو میرے آپ ہیں، بھابھی سے تو شریعت میں پردہ واجب ہے:

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ۔ متفق علیہ))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب النکاح ؛باب النظر الی المخطوبۃ ؛ص ۲۶۸)

کسی نے سرورِ عالم ﷺ سے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا عورت اپنے شوہر کے بھائی سے پردہ کرے؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا شوہر کا بھائی تو موت ہے موت، اس سے تو انتہائی احتیاط کرنی چاہیے۔

تو خیر اس وقت یہ بات درمیان میں آ گئی۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اگر تقویٰ کے ساتھ رمضان کا مہینہ گذرے گا، گانا سننے سے احتیاط، سڑکوں پر جائیں تو آنکھوں کی حفاظت، زبان سے کسی کی غیبت اور برائی نہ کیجئے، جتنا ہو سکے تلاوت کریں تو جس کا رمضان اچھا گذرے گا تو اس کی برکت سے ان شاء اللہ اس کا سارا سال اسی طرح اچھا اور تقویٰ کے ساتھ گذرے گا۔ اب اس مہینے میں کون کون سے اعمال کی فضیلت زیادہ ہے، وہ عرض کرتا ہوں۔

رمضان المبارک کے چار اعمال

حضور سرورِ دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس مبارک مہینہ میں چار عمل زیادہ کرنا چاہیے:

((وَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ وَ خَصْلَتَيْنِ لَا غِنَآءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ تَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَ اَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَا غِنَآءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْأَلُوْنَ اللهَ الْجَنَّةَ وَ تَعَوَّذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ))

(رواہ ابن خزیمۃ و فی الترغیب و الترھیب :بَاب الترغیب فی الصوم ؛ ج۲ ص ۳۴۹)

نمبرایک: لا الٰہ الا اللہ کی کثرت۔ نمبر دو: استغفار کی کثرت۔ نمبر تین: جنت کا سوال اور نمبر چار: دوزخ سے پناہ مانگنا۔ نیز اس ماہ میں فضول گپ شپ سے بھی احتیاط کریں، بس ضرورت کی گفتگو کیجئے، ورنہ چاہے آرام سے سوتے رہیں لیکن فضول گفتگو نہ کریں۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں رمضان میں کئی سو آدمی اعتکاف کرتے تھے، بمبئی، مدراس دور دور سے آتے تھے، ہمارے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب بھی تشریف لے جاتے تھے، تو شیخ کا معمول کیا تھا؟ فرماتے تھے کہ بھئی! خوب سوؤ اور پیٹ بھر کر کھاؤ لیکن اگر کوئی کسی سے بلا ضرورت بات کرتا نظر آئے گا تو پھر میں اس کو یہاں رہنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ غیر ضروری باتیں کرنے سے دل کا نور چلا جاتا ہے تو اس بات کی اتنی احتیاط کرتے تھے۔ لہٰذا اس مبارک مہینہ میں تقویٰ کی مشق کر لیجئے اور اگر اس مبارک مہینہ میں تقویٰ کی ایک صورت اور بھی اختیار کر لی جائے کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں روزانہ تھوڑی دیر بیٹھ لیا جائے تو:

﴿كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۝﴾

(سورۃ التوبۃ:آیۃ ۱۱۹)

اس آیت پر عمل کی برکت سے بھی اس کو تقویٰ حاصل ہوگا لیکن شرط وہی نیت ہے، اللہ والوں کے پاس جانے میں یہ نیت ہو کہ مجھے اللہ کا خوف بھی

حاصل ہو اور میری روحانی بیماریاں بھی ختم ہو جائیں، میں اللہ کے غضب کے کاموں کو اختیار نہ کروں، چاہے جان رہے یا نہ رہے۔ مومن جب تک جان دینے کی نیت نہیں کرتا اس وقت تک اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا کیونکہ انسان کو شیطان یہی تو ڈراتا ہے کہ اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو پریشان رہو گے، دل میں بے چینی رہے گی، دل تڑپتا رہے گا۔ ارے! دل تڑپتا ہے تو تڑپنے دو، اس تڑپنے پر شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا ؎

خوشا وقتِ شوریدگانِ غمش
اگر رَیش بینند و گر مرہمش

رَیش معنی زخم۔ اللہ کے راستہ کے غم اٹھانے والے، کیا مبارک وقت ان کا گذرتا ہے! اگر زخم دیکھتے ہیں تو بھی شکر ادا کرتے ہیں اور اگر مرہم پاتے ہیں تو بھی شکر ادا کرتے ہیں اور ؎

دمادم شرابِ الم درکشند
و گر تلخ بینند دم درکشند

اللہ والے ہر وقت رنج کی شراب پیتے ہیں، اگر اسے تلخ دیکھتے ہیں تو بھی شکر ادا کرتے ہیں کیونکہ اللہ کی طرف سے مرہم بھی پاتے ہیں یعنی اللہ کے راستہ کی تکلیف اٹھاتے ہیں مگر بالکل خاموش رہتے ہیں۔

لطفِ ترکِ گناہ

لیکن دوستو! حکیم الامت نے قسم اٹھائی ہے کہ خدا کی قسم! جو گناہ سے بچنے کے لئے تکلیفیں اٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اتنی لذت، اتنی مٹھاس دیتا ہے کہ اگر بادشاہوں کو اس کی خبر مل جائے تو وہ ہمارے اوپر تلواریں لے کر دوڑ پڑیں کہ یہ لذت ہمیں دے دو۔ بس چند دن کی مشقت اور

مجاہدہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ایمان کی ایسی مٹھاس عطا فرماتے ہیں کہ بادشاہوں کو اس کی لذت کا پتا نہیں ہوتا، آخر کوئی تو بات تھی کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کی جامع مسجد میں جمعہ کے دن سلاطینِ مغلیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ؎

دلے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش
کہ دارد زیرِ گردوں میر سامانے کہ من دارم

اے مغل بادشاہو! اور تخت وتاج کے مالکو! شاہ ولی اللہ اپنے سینے میں ایک دل رکھتا ہے، اس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے کچھ جواہرات ہیں، تم تخت وتاج دنیا میں چھوڑ کر قبروں میں خالی کفن لپیٹ کر لیٹ جاؤ گے اور شاہ ولی اللہ دہلوی جب اللہ کے پاس جائے گا تو اس کے سینہ میں جو دل ہے اور دل میں اللہ کی محبت کے جو موتی اور جواہرات ہیں وہ اللہ کے پاس ان کو ساتھ لے کر جائے گا۔

دین اللہ والوں کی نظر سے پیدا ہوتا ہے

دوستو! انسان کی قیمت بنگلے، کار اور کوٹھیوں سے نہیں ہے، اس کے کاروبار، سونے، چاندی اور نوٹوں کی گڈیوں سے نہیں ہے، اس کے شامی کباب اور کھانے سے نہیں ہے، اس کے شاندار کپڑوں اور بڑی بڑی کاروں میں گھومنے سے نہیں ہے، انسان کی قیمت اللہ کی رضا سے ہے، ایک غلام جس سے مالک ناراض ہے اور وہ کار میں پھر رہا ہے جبکہ اس کا مالک طاقت والا بھی ہے تو وہ غلام ہر وقت خطرہ میں ہے، کسی بھی وقت اس کو ڈنڈے لگ جائیں گے، خدا سے بڑھ کر کس کی طاقت ہے، ایک شخص خدا کو ناراض کئے ہوئے شاندار کار پر جا رہا ہے، بینک بیلنس اور بنگلے بنوا کر بڑا خوش ہے، لیکن نہ نماز ہے نہ روزہ ہے، بقول جج شاعر اکبر الٰہ آبادی کے ؎

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ ہے نہ حج ہے
تو پھر اس کی کیا خوشی ہو کوئی جنٹ کوئی جج ہے

اور فرمایا ؎

نہیں سیکھا انہوں نے دین رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

کیسا شعر ہے بھئی! یہ اکبر گریجویٹ تھے لہٰذا اب یہ نہ کہنا کہ مولانا لوگ ہمیں کیا کہہ رہے ہیں، یہ آپ ہی کی برادری کے آدمی ہیں، انگریزی دان تھے، جج تھے لیکن شعر سے اصلاح کررہے ہیں، انہی کا ایک اور شعر ہے ؎

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اس شعر کو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے جگہ جگہ بیان فرمایا ہے۔

رجالُ اللہ

تو دوستو! جس کو شیطان یہ کہہ کر ڈراتا ہے کہ اگر تم گناہ نہیں کروگے تو تمہاری جان ختم ہوجائے گی۔ تو حکیم الامت غالب کا ایک شعر اپنے وعظوں میں پیش کرتے ہیں ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

بھئی! اگر جان اللہ کو دے دی تو جان تو اللہ ہی نے دی تھی، تو کیا کمال کیا، جان دے کر بھی اللہ کی محبت کا حق ادا نہیں ہوا۔ یہ خدا کا راستہ ہے، یہ زنانہ پن سے طے نہیں ہوتا، چوڑیاں پہننے سے طے نہیں ہوتا، یہ اللہ کا راستہ ہے، یہ مردوں کا راستہ ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ﴾

(سورۃ النور: آیۃ ۳۷)

ہمارے راستہ کے جو مرد ہیں ان کو چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی تجارت ہم سے غافل نہیں کر سکتی۔ کیوں؟

﴿يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ﴾

(سورۃ النور: آیۃ ۳۷)

کیونکہ وہ ڈرتے ہیں قیامت کے دن سے جس دن دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔ اس لئے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہیں تبر بردار و مردانہ بزن
چوں علی وار ایں درِ خیبر شکن

اے چوڑیاں پہننے والو! اے زنانہ لباس اور زنانہ ہمتوں کے اندر مبتلا لوگو! تم ہر وقت گناہ کرنے کے بہانے تلاش کرتے ہو کہ کیا کریں صاحب! دل مجبور ہو گیا، دل پریشان کر رہا تھا اس لیے گناہ کر لیا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مردانہ حرکت نہیں ہے، یہ زنانہ حرکت ہے، لہٰذا فرماتے ہیں کہ ارے ہتھیار اٹھا اور نفس پر مردانہ وار حملہ کر تب کہیں جا کر یہ ظالم شکست کھاتا ہے۔ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے قلعہ کے دروازہ پر حملہ کیا تھا، اسی طرح تم بھی اپنے نفس پر مردانہ وار حملہ کرو۔ بس بغیر ہمت کے کچھ نہیں ہوتا، اسی لئے کہتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حلم و کرم ہے جو موقع دے رہا ہے ورنہ عذاب کی ایسی ایسی صورتیں نازل ہوتی ہیں اور ایسے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے، جب نافرمانی کرنے پر عذاب آتا ہے تب پتا چلتا ہے کہ اوہو بلڈ کینسر ہو گیا، گردے میں پتھری پڑ گئی، اب چیخ رہے ہیں کہ پیشاب نہیں اتر رہا۔ تو یہ اللہ کا حلم و کرم ہے جو ہمیں موقع دے رہا ہے کہ شاید میرا بندہ اب توبہ کر لے، اب توبہ کر لے۔ جلدی پکڑ نہ ہونے سے آپ یہ نہ سوچئے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی معاملہ نہیں، چلو ایسے ہی کرتے رہو، گناہ کھاتے رہو اور گناہ پکاتے رہو۔

شرافت کا تقاضا

دوستو! میں کہتا ہوں کہ اللہ کو ناراض نہ کرو، اس معاملہ میں اپنے بزرگوں کی نقل کرو۔ حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر دوزخ کا ڈنڈا نہ بھی ہوتا یعنی اگر بالفرض اللہ تعالیٰ دوزخ نہ بھی پیدا کرتا تو بھی اس کے لائق اور شریف بندوں کا یہی مقام تھا کہ اپنے مالک کو جو ایسا محسن ہے کہ جس نے ہمارے لئے زمین وآسمان، سورج وچاند بنائے، مسلمان گھرانے میں پیدا کیا، ہمیں کھلا رہے ہیں، پلا رہے ہیں، اللہ کے ہم پر کتنے احسانات ہیں، تو حق تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے ان کے احسانات کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ کے لائق بندے گناہ نہیں کرتے کہ کہیں ہمارا رب ناراض نہ ہو جائے۔

دیکھو! شریف لڑکے اور شریف بیٹے کو باپ ڈنڈا نہیں مارتا لیکن اگر اس کو کوئی کہتا ہے چلو! سینما دیکھنے چلتے ہیں اگرچہ تمہارے ابّا نے سینما دیکھنے سے منع کیا ہے، تو وہ یہ نہیں کہتا کہ یہاں ابّا دیکھ تھوڑی رہے ہیں بلکہ شریف لڑکا کہتا ہے کہ میں اپنے باپ کو ناراض کرنا پسند نہیں کرتا۔ تو جو نیک لڑکا ماں باپ کو ناراض نہیں کرتا اسے تو خدا کو اور زیادہ ناراض نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ماں باپ تو صرف متولی ہیں اصل پالنے والا تو اللہ ہے، اگر ماں باپ کو خدا روزی نہ دے تو وہ کہاں سے کھلائیں گے؟

گناہ چھوڑنے کے تین طریقے

اس لئے دوستو! شرافت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اپنے اللہ کو ناراض نہ کیا جائے، جن جن باتوں سے خدا تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں ان سے بچنے کی اللہ سے توفیق مانگیں۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کمالاتِ اشرفیہ میں گناہ چھوڑنے کے تین طریقے بیان کئے ہیں۔ نمبر ا، گناہ چھوڑنے کی آپ خود ہمت کیجئے، اگر

آپ خود ہمت نہ کریں تو مسجد سے اٹھ کر گھر بھی نہیں جا سکتے، اگر آپ ہمت نہ کریں تو کھانا سامنے ہے کھا نہیں سکتے، ایک لقمہ بھی اٹھا نہیں سکتے۔ تو ہمت کیجئے کہ یا اللہ! میں گناہ چھوڑنے کی ہمت کرتا ہوں، ارادہ کرتا ہوں۔ نمبر ۲، اللہ تعالیٰ سے ہمت کی درخواست کیجئے کہ اے خدا! مجھے گناہ چھوڑنے کی توفیق اور ہمت عطا کردیں، اس لومڑی کو شیر بنا دیجئے اور تیسرا نسخہ ہے کہ خاصانِ خدا سے دعا کی درخواست کیجئے، اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں سے درخواست کیجئے کہ آپ ہمارے لئے دعا کیجئے کہ ہم جن جن بری عادتوں میں مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان کو چھوڑنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ تو کمالاتِ اشرفیہ میں یہ تین اعمال لکھے ہیں، ان تین اعمال کو یاد کر لیجئے، خود ہمت کیجئے، خدا تعالیٰ سے ہمت کی دعا مانگئے اور اللہ والوں سے ہمت کی دعا کی درخواست کیجئے۔

سب سے زیادہ عبادت گذار بندہ

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس مہینہ کے بارے میں بزرگوں نے لکھا ہے کہ جو اس مہینہ میں جتنی زیادہ عبادت کرے گا، تلاوت کرے گا، گناہ سے بچے گا، گیارہ مہینے اس کے خیریت سے گذریں گے، جتنا اچھا رمضان گذرے گا، اتنا ہی اچھا سارا سال گذرے گا۔ اس لئے بہت ظالم ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اپنی نالائقی اور خباثت سے باز نہ آئے، جہاں ذرا موقع ملا مجال نہیں کہ چُوک جائے، پھر اس کے رمضان میں کیا اثر ہوگا، اسی طرح حج بھی ہے اور عمرہ بھی ہے۔ لوگ ہر سال حج وعمرہ کر رہے ہیں لیکن گناہ نہیں چھوڑتے، حالانکہ اگر کوئی لاکھ بریانی و پلاؤ کھائے اس میں کیا طاقت آئے گی اگر زہر بھی کھاتا ہے۔ ایک باکسنگ ماسٹر مثلاً محمد علی کلے کو تیئس (۲۳) مرغیوں کا سوپ پلاؤ اور بائیس (۲۲) انڈے کھلاؤ مگر بازار سے تھوڑا سا زہر لاکر بھی کھلا دو تو وہ

ساری باکسنگ بھول جائے گا یا جمال گوٹا کھلا دیں تو اتنے دست آئیں گے کہ ساری طاقت نکل جائے گی۔ ہم لوگ عبادت زیادہ کرتے ہیں لیکن گناہ نہیں چھوڑتے، اس لئے سرورِ عالم ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ))

(سنن الترمذی: (ایچ ایم سعید)، ابواب الزھد، ج۲ ص۵۶)

اے ابو ہریرہ! حرام سے بچ تو قیامت کے دن سب سے زیادہ عبادت گذار شمار کیا جائے گا۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نانک واڑہ، کراچی میں فرمایا، میں بھی موجود تھا کہ جو شخص ایک گناہ سے توبہ کر لے تو وہ سینکڑوں تہجد سے افضل ہے، کیوں؟ کیونکہ تہجد کی نماز انعام دلاتی ہے اور گناہ سزا دلاتے ہیں تو انعام لینے سے زیادہ ضروری سزا سے بچنا ہے، اگر کوئی فرض، واجب اور سنتِ مؤکدہ ادا کرتا ہے مگر تہجد نہیں پڑھتا تو وہ کم از کم پاسنگ نمبر سے تو پاس ہو جائے گا، جنت تو چلا جائے گا، انعام نہیں ملا نہ صحیح مگر گناہ سے تو سزا کا اندیشہ ہے۔ پھر ہر گناہ سے اللہ کی دوری کی بدبختی نصیب ہوتی ہے، ہر گناہ اللہ سے دور کرتا ہے اور ہر نیکی خدا سے قریب کرتی ہے، اس حیثیت سے بھی گناہ سے ڈرنا چاہیے کہ ہم گناہ کر کے خدا سے دور ہو جائیں گے، ہر گناہ چاہے چھوٹے سے چھوٹا ہو اللہ سے دوری میں مبتلا کرتا ہے اور ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی اللہ سے حضوری عطا کرتی ہے، اللہ سے قریب کرتی ہے۔ اس لئے یہی کہتا ہوں کہ جو اپنی جان پر رحم نہ کرے، اس کی جان پر دوسرا کیا رحم کرے گا؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے بار بار استغفار و توبہ کرے کہ یا اللہ! میری شامتِ عمل کی وجہ سے اپنی نعمتوں کو مجھ سے نہ چھینئے ورنہ ایسے لوگ بھی ہیں کہ حج کا ٹکٹ ملا، سیٹ بھی بُک تھی اور ایئرپورٹ پر گئے تو وہیں کوئی بیماری ہوئی اور لوٹ آئے، اللہ نے انہیں اپنے گھر نہیں آنے دیا۔

لذتِ نامِ خدا

سنقر ایک غلام ہے جو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تھا، میں یہ چھ سات سو برس پہلے کا قصہ سنا رہا ہوں، یہ بہت نمازی، بڑا عبادت گذار تھا لیکن اس کا مالک بے نمازی تھا، ایک دن مالک سودا خرید کر اس کے سر پر لاد کر جا رہا تھا، راستہ میں اذان ہوئی تو اس نے کہا کہ حضور میں تو نماز پڑھوں گا، سودا آپ کے پاس رکھ دیتا ہوں، آپ اس کی دیکھ بھال کریں کیونکہ آپ تو نماز پڑھتے نہیں ہیں لہٰذا آپ سودا دیکھتے رہیں۔ اب وہ مسجد میں نماز پڑھنے گیا، وہ بہت حضورِ قلب سے نماز پڑھتا تھا، غریب تو تھا لیکن اللہ والا تھا، نماز کے بعد جب اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو دعا میں اتنا مزہ آیا کہ وہ بھول گیا کہ میں کسی کا غلام ہوں، اب سب نمازی نکل آئے اور وہ دعا کی لذت میں مست ہو رہا ہے، اسے یاد ہی نہیں رہا کہ کوئی میرا انتظار کر رہا ہے، وہ لذتِ مناجات میں مست ہو گیا، غرق ہو گیا، ڈوب گیا۔ اب مالک صاحب کے دل میں کھلبلی مچی کہ سب نمازی تو آ گئے یہ سنقر کیوں نہیں آ رہا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نے چیخ کر پکارا او سنقر! او سنقر! مسجد سے باہر کیوں نہیں آتا؟ اس نے جواب دیا کہ آنے نہیں دیتا ہے۔ پوچھا تجھ کو کون روک رہا ہے؟ تو نوکر تو میرا ہے پھر کون تجھے باہر نہیں آنے دے رہا ہے تو سنقر نے کہا کہ جو تجھ کو اندر نہیں آنے دے رہا وہ مجھ کو باہر نہیں آنے دے رہا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت۔ سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لذت کی وجہ سے آدھی رات کو سلطنتِ بلخ چھوڑ دی۔ دوستو! واللہ! قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو اپنے نام کی لذت عطا فرمائی ہے تو کیا ٹیڈیاں، کیا یہ حسن، کیا سلطنت کے تخت و تاج غرض ساری دنیا کی چیزیں ان کی نگاہوں سے گر جاتی ہیں۔

محبتِ الٰہیہ کی عظمت

اللہ تعالیٰ کے نام پر ستر (۷۰) صحابہ جنگِ احد میں، احد کے دامن میں شہید ہوگئے، ان کا خون یہ گواہی دے رہا ہے کہ اللہ بہت پیارے ہیں کہ ایک ایک دن میں ستر ستر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ شہید ہوئے، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ مبارک گواہی دے رہا ہے کہ اللہ بہت پیارے ہیں، احد کے پہاڑوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خونِ مبارک پونچھ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ایسی قوم اور ایسی امت کا کیا حال ہوگا جو اپنے نبی کو لہولہان کردے، طائف کے بازاروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ مبارک سر سے بہہ کر نعلین مبارک میں بھر گیا۔ تو سرورِ عالم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ مبارک اللہ تعالیٰ کی قیمت اور اللہ کی محبت کی عظمتوں پر آج بھی شہادت دے رہا ہے اور تاریخ اس کی گواہی دے رہی ہے۔

آج ہم لوگوں نے اپنے آپ کو کھانے پینے، کپڑے پہننے اور دنیاوی چیزوں میں لگا دیا ہے اور اپنے اللہ کو بھولے ہوئے ہیں۔ بقول مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن
صبر چوں داری ز ربِّ ذو المنن

اے دنیا والو! تمہیں بیوی بچوں پر تو صبر نہیں آتا، اگر تمہاری بیوی کہیں چلی جائے یا انتقال کر جائے تو سر پیٹتے ہو، بچہ کا انتقال ہو جائے تو روتے روتے تمہاری ہچکیاں نہیں تھمتیں لیکن اگر تم سے نماز چھوٹ جائے، کوئی گناہ ہو جائے تو تم کو کوئی غم نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کی جدائی پر تمہیں صبر آجاتا ہے، تمہیں اپنے رب پر، ایسے پالنے والے، احسان کرنے والے اللہ پر کیسے صبر آگیا؟ تم اس کا ذکر کئے بغیر کیسے سو جاتے ہو؟ ان کا غضب اور ناراضگی کیسے خرید لیتے ہو؟ جس وقت تم گناہ کرتے ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ تمہیں دیکھ رہے ہیں،

خدا تعالیٰ کے حلم سے غلط فائدہ مت اٹھاؤ، جب وہ پکڑیں گے تو کوئی ولی تمہیں نہیں چھڑا سکے گا، کوئی پیر نہیں چھڑا سکے گا۔

بزرگوں کی صحبت بھی اسی وقت مفید ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کو راضی کرے، ہمیں ان کے پاس اس نیت سے اصلاح کروانی چاہیے کہ ہمیں گناہ چھوڑنا ہے، تب تو اللہ والوں کی صحبت مفید ہے ورنہ اور الٹے عذاب کا بھی اندیشہ ہے۔ کفرانِ نعمت یعنی نعمت کی ناقدری سے وہ نعمت چھین لی جاتی ہے۔ جبکہ اس کے برعکس اگر شکر کرو گے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾

(سورۃ ابراھیم: آیۃ ۷)

اگر تم نعمت کا شکر ادا کرو گے، اللہ والوں کی صحبت کی قدر کرو گے، ان سے دین سیکھو گے تو ہم تمہیں اور زیادہ ترقی دیں گے اور اگر تم نے ان کی ناقدری کی تو سوچ لو کہ بہت شدید عذاب دیں گے۔ منجملہ اور نعمتوں کے ایک نعمت جس کا ہم لوگوں کو خیال نہیں آتا وہ ''ترکِ معصیت'' ہے اور اس نعمت کا تعلق محض رحمتِ الٰہیہ سے ہے، جس پر رحمت ہوتی ہے وہی گناہوں سے محفوظ رہتا ہے:

((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ))

(سنن الترمذی: (ایچ ایم سعید)؛ ابواب الدعوات؛ ج ۲ ص ۱۹۷)

اے اللہ! ہم پر وہ رحمت نازل فرما جس سے ترکِ معصیت کی توفیق ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ اصل رحمت یہ ہے گناہ چھوڑ دیں اور یہ جو مکانوں پر لکھ دیتے ہیں ''هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ'' تو کچھ فضل حاصل نہیں اگر معصیت میں مبتلا ہیں، نہایت ہی عذاب اور ذلت میں ہیں۔ پس گناہوں کو چھوڑ دینا بہت بڑی نعمت ہے، لیکن عام لوگ گناہ چھوڑنے کو نعمت ہی نہیں سمجھتے حالانکہ یہ نعمتِ عظمیٰ ہے جو اللہ تعالیٰ کی ولایت کی ضمانت ہے کیونکہ بغیر متقی ہوئے کوئی اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا اور بغیر گناہ چھوڑے کوئی متقی نہیں ہو سکتا۔ معلوم ہوا کہ ترکِ معصیت سے

بڑھ کر دونوں جہان میں کوئی نعمت نہیں کیونکہ یہ نعمت اللہ کی دوستی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اسی سے وہ ذات ملتی ہے جو بے مثل ہے۔

تعلق مع اللہ کی قیمت

اللہ جس کو مل جائے تو اس کی ساری دنیا ہے۔اس پر ایک واقعہ سناتا ہوں۔شاہ محمود نے اعلان کیا کہ میرے دربار میں آج سب چیزیں رکھ دی جائیں، خوبصورت لڑکیاں، موتی، سونے چاندی کا ڈھیر، مال، اشرفیاں اور وزارتِ عظمیٰ کے عہدے اور اعلان کر دیا کہ جو جس چیز پر ہاتھ رکھ دے گا وہ اس کی ہو جائے گی۔تو کسی نے خوبصورت لڑکیاں لے لیں، کسی نے سونے چاندی کا ڈھیر لیا، کسی نے اشرفیاں لیں لیکن شاہ محمود کا غلام ایاز اپنی جگہ سے نہیں اٹھا تو بادشاہ نے ایاز سے کہا کہ ایاز! تم کیوں نہیں اٹھتے ہو؟ تم بھی کچھ لے لو، وہ بادشاہ کا عاشق، باوفا اور سچا غلام تھا۔مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایاز اٹھتا ہے، وہ نہ اشرفیوں کی طرف نظر کرتا ہے، نہ خوبصورت لڑکیوں کی طرف، نہ گورنری کی کرسیاں دیکھتا ہے نہ کوئی چیز اٹھاتا ہے، وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ہے، اور سیدھا چلا جا رہا ہے، سب لوگ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ظالم کہاں جا رہا ہے کیونکہ ہر شخص اس سے ہوشیار تھا کہ یہ بادشاہ کا بہت ہی پیارا ہے، یہ جو حرکت کرتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی راز ضرور ہوتا ہے، اب سب دیکھ رہے ہیں، اور وہ سب چیزوں کو چھوڑتا ہوا چلا جا رہا ہے یہاں تک کہ شاہ محمود کے پاس پہنچ گیا جو کافی دور کرسی پر بیٹھا ہوا تماشہ دیکھ رہا تھا، شاہ محمود کی کرسی کے پیچھے جا کر اس نے دونوں ہاتھ شاہ محمود کے کندھے پر رکھ دیئے اور شاہ سے عرض کیا کہ آپ نے اعلان کیا تھا کہ جو جس چیز پر ہاتھ رکھ دے گا وہ اس کی ہو جائے گی تو سب لوگوں نے تو چیزیں لے لیں اور میں نے شاہ کو لے لیا، شاہ نے اس سے کہا کہ تو مجھ کو لے کر کیا پائے گا؟ حسین عورتیں لیتا تو کچھ فائدہ ہوتا، اشرفیاں، سونا چاندی، روپیہ

پیسہ لیتا تو کچھ مزے اڑاتا، مجھ کو لے کر کیا کرے گا؟ اب ایاز کا جواب سنئے، اس نے کہا کہ حضور! جب بادشاہ میرا ہے تو سلطنت میری ہے اور یہ وزیر جنھوں نے وزارتِ عظمیٰ کی کرسیاں لی ہیں، جب آپ کی آنکھیں بدلیں گی، آپ غضبناک اور ناراض ہوں گے تو یہ میرے جوتے پالش کریں گے کہ تم شاہ کے مقرب اور پیارے ہو، چلو ہماری سفارش کردو، تو اگر آپ میرے ہیں تو ساری سلطنت میری ہے۔ یہی کام دنیا میں اللہ والے کرتے ہیں، اللہ والے دیکھتے ہیں کہ کیا چیز لینی چاہیے لہٰذا وہ سارے جہان کے بازاروں سے گذرتے ہیں مگر بازار کے خریدار نہیں ہوتے، دنیا میں رہتے ہیں مگر دنیا کے عاشق نہیں بنتے۔ مجھے اس مقام پر اپنا ایک شعر یاد آیا کہ اللہ والوں کی شان کیا ہے ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

دیکھئے، ڈاکٹر اگر اللہ والا ہے تو بظاہر تو وہ مریض دیکھ رہا ہے مگر اللہ سے اس کا رابطہ قائم ہے کہ میں ان کا ہوں، وہ اللہ سے غافل نہیں ہے۔ تاجر اگر اللہ والا ہے تو وہ نوٹ کی گڈیاں گن رہا ہے، بزنس کر رہا ہے لیکن اس وقت بھی اس کے دل میں اللہ کی یاد قائم ہے۔ ہل جوتنے والا اگر اللہ والا ہے تو وہ ہل جوت رہا ہے لیکن اس کے دل میں اللہ کی یاد قائم ہے کہ آسمان وزمین کا مالک مجھے دیکھ رہا ہے۔

بندے کی قیمت مالکِ حقیقی کی رضا سے ہے

دوستو! اللہ تعالیٰ یہ مقام ہم سب کو نصیب کردے ورنہ آپ نے دنیا میں بہت کباب کھالئے، بہت بریانی کھالی، بہت مکانات بناڈالے، بہت عیش کر لئے لیکن جب روح قبض ہوگی تو صرف کفن لپیٹ کر قبر میں اتارا جائے گا، تب معلوم ہوگا کہ ہمارا کچھ بھی نہیں تھا اور جو اللہ کو پا گیا وہ اپنے ساتھ اللہ کو لے کر

جائے گا، قبر میں بھی اور قیامت کے دن بھی اللہ اس کے ساتھ ہوگا، اور جنت میں بھی اللہ اس کے ساتھ ہوگا۔ اسی لئے حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

یعنی جس نے اللہ کو دنیا میں نہ پایا اس کا دنیا میں پیدا ہونا نہ ہونا سب بیکار ہے، بندے کی قیمت مالک کی رضا سے لگتی ہے، کراچی میں اگر کوئی بہت بڑا رئیس ہے، ایک لاکھ آدمی اسے سلام کررہے ہیں لیکن قیامت کے دن اس کی کیا عزت اور قیمت ہوگی؟ اس کی قیمت کا اس وقت پتا چلے گا جب اللہ تعالیٰ فیصلہ کریں گے، غلام کی قیمت مالک کی خوشنودی اور خوشی سے لگتی ہے، غلاموں کی قیمت غلاموں کی واہ واہ سے نہیں لگتی، ایک غلام کے ساتھ ایک لاکھ غلام ہیں تو ٹوٹل کیا ہوگا؟ غلام ہی ہوگا، لیکن ایک غلام کو کوئی نہیں پوچھتا صرف اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہیں تو اس کی قیمت کا پتا قیامت کی منڈی میں چلے گا، وہاں اس کی قیمت معلوم ہوگی۔ اس لئے سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آج ہر شخص اکڑ رہا ہے کہ میں اتنا بڑا زمیں دار ہوں، میں اتنا بڑا مالدار ہوں، میں اتنا بڑا معزز انسان ہوں حالانکہ وہ اصل میں کچھ نہیں۔ لہٰذا فرماتے ہیں ؎

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

بتاؤ بھائیو! کتنا سادہ اور پیارا شعر ہے۔ لوگ اکڑتے ہیں کہ صاحب میں تو اسمبلی کا ممبر ہوگیا ہوں، میں فلاں وزیر ہوں اور میں فلاں مالدار ہوں، فلاں فیکٹری کا مالک ہوں۔ ارے میاں! یہ سب کیا ہے؟ یہ سب اللہ کی نعمت تو ہے، نعمت کا شکر ادا کرو اور نعمت دینے والے کو راضی کرو ورنہ جو لوگ نعمت کھا کر نعمت دینے والے کا شکریہ ادا نہیں کررہے ہیں تو ان کی نعمت ان کے لیے عذاب بن جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک صحابی سے مزاح فرمانا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت زاہر بن حزام (یا حرام) اشجعی رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں لیکن دنیاوی لحاظ سے شکل وصورت کے خوب صورت نہ تھے، قبیح الصورت تھے لیکن کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّہٗ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت فرماتے تھے، مضافاتِ مدینہ میں رہتے تھے اور وہاں سے سبزی وغیرہ لاکر مدینہ میں بیچتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہدیہ کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں مدینہ کی چیزیں ہدیہ فرماتے تھے۔ وہ دیہات کی چیزیں پیش کرتے تھے اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم شہر کی چیزیں ہدیہ کرتے تھے۔ ایک دن مدینہ منورہ کی منڈی میں سودا بیچ رہے تھے، کبھی کھڑے ہو کر بھی آواز لگاتے کہ بھائیو! میرا سودا لے لو۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے چپکے سے پیٹھ کی طرف سے ان کو دبا لیا اور ان کی آنکھوں پر اپنے دونوں دستِ مبارک رکھ دئے کہ پہچاننے نہ پائیں لیکن انہوں نے خوشبوئے نبوت سونگھ لی، پتا پا گئے کہ یہ میرے نبی ہیں لہٰذا پیٹھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے رگڑنے لگے تَبَرُّکًا وَّ اسْتِلْذَاذًا محبت میں آکر برکت کے لئے اور لطف کے لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سمجھ گئے کہ یہ سمجھ گیا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیٹھ کیوں رگڑ رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ آپ کے سینۂ مبارک سے لپٹنے کا ایسا موقع پھر کہاں ملے گا؟

((فَجَعَلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنْ یَّشْتَرِیْ ھٰذَا الْعَبْدَ فَقَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِذًا وَّاللّٰہِ تَجِدُنِیْ کَاسِدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لٰکِنَّ عِنْدَ اللّٰہِ لَسْتَ بِکَاسِدٍ اَوْ قَالَ اَنْتَ عِنْدَ اللّٰہِ غَالٍ))

(شمائل الترمذی: (۱۔۱۔س)؛ ص۱۶)۔ (البدایۃ و النہایۃ: باب مزاحہ علیہ السلام ؛ ج ۶ ص ۵۳)

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ انہوں نے کہا حضور میں تو بالکل غریب ہوں، میری شکل بھی خراب ہے، مجھے کون خریدے گا؟

میں آپ کا غلام تو ہوں مگر کھوٹا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر تو اللہ کے یہاں بہت قیمتی ہے۔

دوستو! اگر خدا ہمارے دل میں اپنا قرب اور اپنی نسبت عطا کر دے جو اولیاء اللہ کو، اپنے دوستوں کو عطا کرتا ہے تو سورج، چاند اور بادشاہوں کی وقعت ہمارے دل و دماغ سے گر جائے گی، کیا سورج کے ساتھ رہنے والا ستاروں سے مرعوب ہوسکتا ہے؟ شیر کا دوست لومڑیوں سے ڈر سکتا ہے؟ پھر اللہ کا دوست سارے عالم سے کیسے خوفزدہ ہوسکتا ہے؟

تقویٰ اہلِ تقویٰ کی صحبت سے ملے گا

تو یہ بات عرض کر دی کہ اللہ کی محبت، نسبتِ اولیاء، اللہ والی زندگی، اللہ والوں کی صحبت سے ملتی ہے اور دنیا اللہ والوں سے خالی نہیں ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اب دنیا میں اللہ والے نہیں ہیں، وہ قرآن پاک کے منکر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ ○﴾

(سورة التوبة:آية ۱۱۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، تقویٰ والے بن جاؤ مگر تقویٰ والے کیسے بنو گے؟ اللہ والوں کے ساتھ رہنے سے۔ تو قیامت تک اللہ کے ذمہ ہے کہ وہ اللہ والے پیدا کرتے رہیں گے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، ڈیڑھ ہزار کتابوں کے مصنف، بڑے بڑے علماء کے شیخ، وہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! دیکھو یہ قسم ہے ایک اللہ والے کی، مجددِ زمانہ کی، سو برس میں ایسا عالم پیدا ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! جب کوئی ولی انتقال کرتا ہے تو اس کی کرسی کو اللہ تعالیٰ خالی نہیں رکھتے اس کی کرسی پر دوسرا مقرر کر دیا جاتا ہے مگر دنیا احمق ہے، مرنے کے بعد قدر کرتی ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہر

اتوار کو مجلس میں صرف ستر اسی آدمی آتے تھے اور جب ان کا انتقال ہوا تو کئی لاکھ آدمی تھے۔ ایک دل جلے نے کہا کہ ہائے ظالمو! آج تو تم اتنے زیادہ اکٹھے ہوگئے ہو مگر جب یہ اللہ کا ولی زندہ تھا تو اس کی صحبت سے تم محروم رہے، مرنے پر تمہیں ہوش آیا کہ چلو بھئی کندھا لگالیں۔

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ موٹی سی بات ہے، تم مٹھائی والوں سے مٹھائی لیتے ہو، کپڑے والوں سے کپڑے لیتے ہو، آم والوں سے آم لیتے ہو تو اللہ والوں سے کیا لینا چاہیے؟ وہاں بھی جاکر دنیا مانگتے ہو کہ تعویذ دے دو، وہاں بھی کچھ نہ کچھ دنیا ہی لے کر جاتے ہو۔ ارے! ہم کہتے ہیں کہ دعا کرانے کو منع نہیں کیا جاتا، مقدمہ کی دعا کروالو، تعویذ لے لو، فیکٹری کی برکت کے لئے بھی تعویذ لے لو لیکن اگر تم نے اللہ والے سے اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں سیکھی تو تم نے ان کی قدر و منزلت کا حق ادا نہیں کیا۔ کیوں صاحب! مٹھائی والے سے جاکر کہو کہ تمہارے پاس کپڑا ہے؟ دس گز کپڑا چاہیے۔ تو وہ ہنسے گا کہ مٹھائی والے سے کپڑا مانگتے ہو۔ تو اللہ والوں سے دنیا تو مانگتے ہو، اللہ کو کیوں نہیں مانگتے؟

چین و سکون کی دولت صرف اللہ والوں کے پاس ہے

تو ایسا دل جس کو اللہ نے اپنی محبت کی نعمت سے نوازا ہو اور جس نے بزرگوں کی جوتیاں اٹھائی ہوں ان کی صحبت میں کچھ دن رہ کر دیکھو ان شاء اللہ حالات بدل جائیں گے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ بادشاہوں کے پاس رہ لو، ایک مہینہ وزیر اعظم کے پاس رہ لو، ایک مہینہ مالداروں کے پاس رہ لو، ایک مہینہ ان لوگوں کے پاس رہ لو جو شراب و کباب، زنا اور سینما میں مست ہیں اور ایک مہینہ کسی اللہ کے ولی کے پاس رہ لو، اللہ والوں کے پاس رہ لو تو تم قسم اٹھا کر کہو گے کہ چین تو ان اللہ والوں ہی کے

پاس ہے، گناہوں میں چین کہاں؟ وہ تو عذاب میں مبتلا ہیں، جس کو دوزخ دیکھنی ہو وہ اپنے آپ کو گناہوں میں مبتلا کرے، وہ غیر اللہ میں دل پھنسائے، جس کو دنیا ہی میں رات دن دوزخ کی آگ میں جلنے کا شوق ہو وہ عورتوں سے نظر لڑائے اور ان کے عشق میں اپنے دل کو بے چین رکھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے پاس رہ کر بھی دیکھو، اگر ابھی تمہیں اللہ کی محبت کا ذائقہ نہ ملا ہو لیکن جو لوگ اللہ اللہ کرتے ہیں ان کے پاس بیٹھ کر دیکھو کہ کتنا سکون ملتا ہے؟ اگر کسی کے پاس فریج نہیں ہے تو اپنی بوتل کسی دوسرے کے فریج میں رکھ کر دیکھو، ٹھنڈی ہو جائے گی۔ اسی طرح ان اللہ والوں کے پاس رہ کر دیکھو تمہارا دل بھی سکون سے ٹھنڈا ہو جائے گا۔ جب ان کے پاس بیٹھنے کا یہ انعام ہے تو خود ان اللہ والوں کو اللہ کے نام سے کتنا سکون حاصل ہے؟ شاعر کہتا ہے ؎

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے درد سا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ وفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ والوں سے خطا ہی نہیں ہوتی، وہ معصوم نہیں ہوتے ہیں، اللہ والوں سے بھی خطا ہو سکتی ہے لیکن خطا کی طرف ذرا سا میلان ہونے پر ان کے دل میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے، جیسے درخت کی جڑ گہری ہو اور اس کو اکھاڑا جائے تو تڑ تڑ کی آواز آتی ہے، اللہ والوں کے دل میں اللہ کے تعلق کی جڑیں اتنی گہری ہوتی ہیں کہ اگر وہ چاہیں بھی تو ان کے لیے گناہ کرنا ناممکن ہوتا ہے، اگر وہ چاہیں بھی تو ان کے قلب میں اللہ اتنی پریشانی پیدا کر دیتا ہے، اللہ کے تعلق کی بناء پر ان کو اتنی بے چینی ہوتی ہے کہ وہ بیلنس نکالتے ہیں، ان کو گناہ بہت بڑی مصیبت معلوم ہوتا ہے، جب وہ گناہ کی لذت اور اللہ کی نافرمانی کا بیلنس نکالتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ بھئی یہ سودا مہنگا ہے، دو منٹ کی لذت کے لئے کون ہر وقت کی پریشانی اٹھائے، دو منٹ کی لذت کے لئے دل بے چین ہوتا ہے

اور عذابِ الٰہی کے ہتھوڑے دل پر لگتے ہیں اور دماغ پر جوتے پڑتے رہتے ہیں، چہروں پر بھی پھٹکار برستی ہے، حواس حاضر نہیں رہتے، قلب حاضر نہیں رہتا، گفتگو سے پتا چلتا ہے کہ یہ شخص آج کوئی گناہ کرکے آیا ہے، ہر گناہ سے عقل کو نقصان پہنچتا ہے۔ گناہ سے عقل میں فتور آجاتا ہے اور نیکی سے اللہ تعالیٰ عقل کی سلامتی عطا کرتے ہیں۔

پروازِ تقویٰ کے دو جہاز: روزہ اور صحبتِ اہل اللہ

تو اللہ تعالیٰ نے روزے کا انعام بیان فرمایا: **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ** کہ تم روزے کی برکت سے میرے دوست بن جاؤ گے، ولی اللہ بن جاؤ گے، صاحبِ تقویٰ بن جاؤ گے، میں تمہاری غلامی پر اپنی دوستی کا تاج رکھ دوں گا اور یہی انعام اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والوں کے لئے رکھا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ، اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو یعنی میرے دوست بن جاؤ کیونکہ اِنْ اَوْلِیَآءُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ متقی ہی میرے دوست ہیں۔ مگر تقویٰ مشکل ہے، اس کو آسان کرنے کے لئے **وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** نازل فرمایا کہ اہلِ تقویٰ کی صحبت میں رہو، جیسی صحبت میں آدمی رہتا ہے ویسا ہی ہوجاتا ہے۔ تقویٰ کی برکت سے غلام کو اللہ کی دوستی کا تاج مل جاتا ہے، گناہوں کی خبیث عادتوں سے قلب کو طہارت نصیب ہوجاتی ہے، قلب کا مزاج بدل جاتا ہے۔ میرے مرشد شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ ایک شخص سردی سے کانپ رہا ہے، گرم گرم چائے کی ایک پیالی پی لی اور سردی کم ہوگئی۔ جب چائے کی پیالی میں سردی دور کرنے کی خاصیت موجود ہے تو کیا اللہ والوں کے ایمان کی گرمی کی وجہ سے ہمارا ایمان گرم نہیں ہوسکتا؟ کیا چائے کی پیالی اولیاء اللہ سے بڑھ جائے گی؟ ان کے پاس رہ کے تو دیکھو۔ تجربہ کی بات کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے اللہ والوں کی جوتیاں اٹھائیں، ان کی

خدمت کی، مخلوق نے ان کو پیار کیا اور اللہ نے ان کو اپنا ولی بنالیا، اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کی نظر میں کرامت رکھی ہے۔

روزے میں اللہ والوں کی صحبت کا فائدہ بڑھ جاتا ہے

تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ والوں کی صحبت نعمتِ مکانی ہے اور رمضان شریف نعمتِ زمانی ہے۔ اللہ والوں کے ساتھ رہائش ہو اور رمضان کا مہینہ ہو تو جب زمان اور مکان کے دو دو انجن لگ جائیں گے تو اللہ کے قرب کا راستہ جلد طے ہوگا۔ اسی لئے اکثر بزرگوں نے مریدوں کو رمضان المبارک میں اپنے ہاں اکٹھا کیا۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی بڑے بڑے علماء رمضان میں پہنچ جاتے تھے لیکن جس کو لالچ ہوتی ہے وہی پہنچتا ہے، بغیر لالچ دنیا میں کوئی کام نہیں ہوتا۔ تو یہ مبارک مہینہ ہے، اس لئے مشورہ دے رہا ہوں کہ جس کو جہاں مناسبت ہو، روحانی بلڈ گروپ کے مطابق اپنے اپنے مشائخ کے ساتھ رمضان گذار لے تو میں امید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کسی اللہ والے کے پاس رمضان گذار لو تو ڈبل انجن لگ جائے گا۔ جب ریل کوئٹہ جاتی ہے تو چڑھائی بہت ہے، اس لئے ایک انجن آگے لگتا ہے اور ایک انجن پیچھے لگتا ہے۔ ایک پیچھے سے دھکا دیتا ہے اور ایک آگے سے کھینچتا ہے جیسے بکرا قربانی کے لئے جب خریدا جاتا ہے تو آگے سے سبزہ ہرا لُوسن دکھایا جاتا ہے اور پیچھے سے ایک چھوٹی سی چھڑی سے آدمی اسے آہستہ آہستہ مارتا رہتا ہے جس سے وہ بکرا جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہے۔ ایسے ہی پہاڑ پر ریل کے دو انجن ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی دو انجن دیئے کہ پردیس میں جا رہے ہو، ممکن ہے کہ پردیس کی رنگینیوں میں تم غفلت میں مبتلا ہو جاؤ تو دوزخ کا مراقبہ کرو تا کہ دل پر ایک طرف سے دوزخ کے خوف کی

چھڑی لگے اور جنت کا مراقبہ کروتا کہ جنت کی نعمتوں کا لُوسن ملے۔ اسی لئے جنت کی نعمتوں کو تفصیل سے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ وہاں حوریں ہوں گی، شہد کی نہریں ہوں گی، دریا ہوں گے، دودھ کا دریا ہوگا، پانی کا دریا ہوگا اور حوروں کا ڈیزائن تک پیش کیا کہ ان کی آنکھیں بڑی بڑی ہوں گی تاکہ یہ ہمارے نالائق بندے دنیا میں کسی غیر محرم عورت کی ڈیزائن کو دیکھ کر اپنے اصلی وطن کی ڈیزائن کو نہ بھول جائیں تاکہ ان کو یاد رہے کہ چند دن کی بات ہے، یہ چند دن کا مجاہدہ ہے، پھر ہمیشہ کے لئے عیش ہے اور جس کو جنت میں دائمی عیش ملنے والا ہے، اس دائمی عیش کا عکس اور فیضان دنیا ہی میں نظر آتا ہے، جن کے لئے جنت ہے تو جنت کا سایہ ان کے دل پر کروڑوں میل سے پڑتا ہے جس کی وجہ سے اللہ والوں کو آپ دیکھیں کہ کیسے مسکراتے رہتے ہیں، کیسے ہنستے رہتے ہیں، ان کے دل میں کیسا اطمینان رہتا ہے کہ پریشان بھی ان کے پاس جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میری پریشانی خود بخود بغیر کسی دوا کے غائب ہوگئی۔

ہم اللہ کی نافرمانی کر کے چائے پیتے ہیں، انڈے کھاتے ہیں، مکھن، پراٹھے اڑاتے ہیں۔ نافرمانی سے دل سیاہ ہے اور عیش کر رہے ہیں لیکن یہ کیا عیش ہے؟ منہ میں کباب ہے دل پر عذاب ہے۔ اللہ جس سے ناراض ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اپنی ناراضگی سے اَلم اور عذاب میں پکڑتا ہے تو سارا عالم مل کر اللہ کے پکڑے ہوئے کو چھڑا نہیں سکتا کیونکہ چھڑاتا وہ ہے جس کی طاقت پکڑنے والے سے زیادہ ہو اور اللہ سے بڑھ کر کسی کی طاقت نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے عیش کرنے والے انٹرنیشنل گدھے ہیں۔ ان کے دماغ میں عقل کا نام ونشان بھی نہیں ہے، مگر جب موت آئے گی تب آنکھیں کھلیں گی۔

چین اور سکون صرف اللہ کو راضی کرنے میں ہے

اس لئے اللہ کے نام پر دردِ دل سے کہتا ہوں کہ آپ بھی اور خواتین بھی

دنیا میں چین سے رہنا چاہتے ہیں یا بے چین اور پریشان رہنا چاہتے ہیں؟ اگر چین سے رہنا چاہتے ہو تو چین اور خوشی صرف اللہ کے قبضہ میں ہے۔ مالک کو ناراض کرکے گناہوں کی لذت سے حرام خوشیاں لینے والا ہمیشہ کے لئے اپنی زندگی کو عذابِ الٰہی میں اور بے چینی میں مبتلا کرنے کا اقدام کررہا ہے، اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماررہا ہے۔ چین وسکون کا اللہ تعالیٰ نے یہی نسخہ ارشاد فرمایا کہ اگر تم نیک عمل کرواور مجھ کو خوش رکھو تو فَلَنُحۡیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ہم تم کو بڑی بالطف زندگی دیں گے، یہ ترجمہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

لطف کہاں ڈھونڈتے ہو؟ اللہ کو ناراض کرکے؟ تمہاری کھوپڑی پر عذاب ہے ورنہ گناہوں میں اور خصوصاً باہی گناہوں میں دنیا کی بھی بے عزتی ہے اور دل پر بھی ہر وقت پریشانی رہتی ہے کہ کوئی دیکھ نہ لے، کوئی جان نہ جائے۔ تین قسم کا عذاب ہر گنہگار کو ہر وقت رہتا ہے کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے، کوئی جان نہ جائے اور اس معشوق کے وارثین کہیں مجھ سے انتقام نہ لیں اور اگر اسی حالت میں موت آگئی تو میں اپنے اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا؟ جب اللہ پوچھے گا کہ تم نے اپنی زندگی اور اپنی جوانی کو کہاں ضائع کیا تو کیا جواب دوں گا؟ زندگی میری دی ہوئی تھی اور تم من مانے عیش کرتے تھے۔ مجھ آسمان والے کو بھلا کر زمین پر رہتے تھے۔ وہ زمین والا کیسے عیش میں رہے گا جو آسمان والے کو بھلا دے گا؟

اہل اللہ آفتابِ رحمت ہیں

اسی لئے کہتا ہوں کہ زندگی میں چلو ایک دفعہ ہی سہی کوشش کرو کہ کسی خانقاہ میں کسی اللہ والے کے یہاں بستر لگا دو۔ الحمدللہ! اختر کو میرے رب نے توفیق دی کہ جوانی میں پہلی ہی ملاقات میں ایک چلّہ میں نے اپنے شیخ کے پاس گذارا ہے، مگر وہ چلّہ آج تک مجھے مزہ دے رہا ہے۔ اللہ والوں کی نظر

پڑی ہوئی ہے جو آپ لوگ مجھے بغور دیکھتے ہیں، محبت سے دیکھتے ہیں تو مجھے اپنے مشائخ اور بزرگانِ دین اور وہ اللہ والے یاد آتے ہیں جن کی صحبت میں اختر رہا ہے اور جن کی محبت کی نظر مجھ پر پڑی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، اپنا کمال نہیں سمجھتا۔ زمین پر سورج کی شعاع آجائے تو زمین اپنی روشنی پر ناز نہ کرے، سورج کی شعاعوں کا شکر ادا کرے، لیکن دھوپ میں اور آفتاب میں کیا نسبت ہے؟ دھوپ شعاعِ شمسیہ ہے، سورج کی کرن ہے، آپ دھوپ کو سورج نہیں کہہ سکتے مگر سورج سے الگ بھی نہیں کہہ سکتے۔ اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر حل ہو گیا؎

خاصانِ خدا خدا نباشند
لیکن ز خدا جدا نباشند

اللہ والے خدا نہیں ہیں لیکن وہ خدا سے جدا بھی نہیں ہیں۔ دیکھ لو دھوپ نظر آرہی ہے آپ اس کو سورج نہیں کہہ سکتے لیکن یہ سورج سے الگ بھی نہیں ہے۔ ابھی سورج ہٹ جائے تو دھوپ بھی ختم ہو جائے گی۔ تو اللہ والے اللہ نہیں ہیں، ان کو اللہ کہنا کفر ہے، شرک ہے لیکن وہ اللہ سے جدا بھی نہیں ہیں۔ دھوپ اور سورج میں جو نسبت ہے ویسی ہی اللہ تعالیٰ میں اور اللہ والوں میں ہے کہ وہ اللہ کے نور سے روشن ہیں، ان کی روشنی ذاتی نہیں ہے۔ سورج کی گرمی دھوپ سے مل جاتی ہے، اللہ والوں کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت مل جاتی ہے۔

روزہ داروں کے لئے عظیم بشارت

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ روزہ کی فرضیت میں میری شانِ رحمت کا ظہور ہے، تم کو تکلیف دینے کے لئے روزہ فرض نہیں کر رہا ہوں بلکہ روزہ اس لئے فرض ہو رہا ہے تاکہ تم میرے دوست بن جاؤ۔ جب تم ایک

مہینہ تک جائز نعمتوں سے اور ہماری جائز مہربانیوں سے اپنے نفس کو بچاؤ گے کہ دن بھر رزقِ حلال بھی نہ کھاؤ گے، نہ پیو گے تو اس مشق اور ٹریننگ کے بعد امید ہے کہ بعدِ رمضان تم حرام چھوڑنے میں کامیاب ہوجاؤ گے۔ اس کے علاوہ رمضان شریف کی ایک اور فضیلت بیان کرتا ہوں۔ یوں تو روزہ کا بہت ثواب ہے کہ روزہ دار کو جنت واجب ہوجاتی ہے اور اس کے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں جو ایماناً اور احتساباً روزہ رکھتا ہے۔

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ))

(متفق علیہ۔ مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الصوم؛ ص ۱۷۳)

احتساب کا ترجمہ مولانا علی میاں ندوی دامت برکاتہم نے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بیان کیا تھا کہ احتساب کے معنی ہیں ثواب کی لالچ۔ اللہ والوں کے ترجمہ میں کیا مزہ ہے۔ ایماناً یعنی اللہ پر یقین رکھتے ہوئے اور احتساباً یعنی ثواب کی لالچ رکھتے ہوئے۔ اور حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بہشتی زیور حصہ نمبر تین میں حدیث نقل فرمائی جس میں روزہ داروں کی ایسی فضیلت ہے کہ جب قیامت کے دن حساب کتاب ہوگا تو روزہ داروں کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں دسترخوان بچھوائیں گے اور روزہ دار لوگ میدانِ محشر کی گرمی اور حساب کی پریشانی سے محفوظ عرش کے سائے میں پلاؤ بریانی کھا رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی شاندار مہمانی ہوگی اور قیامت کے دن جس کو عرش کا سایہ مل جائے گا اس کا حساب نہیں ہوگا کیونکہ جہاں حساب ہوگا وہاں سایہ نہ ہوگا اور جہاں سایہ ہوگا وہاں حساب نہ ہوگا کیونکہ سایۂ رحمت میں بلانا اور ضیافت کرنا یہ مہمان کا اعزاز ہے اور دنیا میں بھی کوئی میزبان اپنے مہمان سے یہ سلوک نہیں کرتا کہ دعوت کے بعد اس سے حساب کتاب لے یا اس کو تکلیف دے تو اللہ پاک تو ارحم الراحمین ہیں،

ان کی رحمت سے بعید ہے کہ عرش کا سایہ دے کر پھر حساب کتاب کی پریشانی اور دوزخ کے عذاب میں مبتلا کریں۔اس لئے ان شاءاللہ تعالیٰ روزہ داروں کی اور سایۂ عرش پانے والوں کی جنت پکی ہے۔

فدیہ کا مسئلہ

لٰہذا روزہ دار روزہ رکھ کر تکلیف اٹھالیں اور جو بہت کمزور ہو، بیمار ہو، دیندار ڈاکٹر نے کہہ دیا ہو کہ آپ کے لئے روزہ مضر ہے تو وہ رمضان گذر جانے کے بعد دوسیر گندم کی قیمت دے دے لیکن پیشگی دینے سے روزہ کا فدیہ ادا نہیں ہوگا۔

روزہ داروں کے لئے دو خوشیاں

حدیث پاک میں ہے کہ روزہ داروں کو دو خوشیاں ہیں:

((لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ:فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ۔متفق علیه))

(مشكوة المصابيح:(قديمى)؛ كتاب الصوم،ص۱۷۳)

ایک دنیا میں افطار کے وقت اور دوسری قیامت کے دن جب وہ اپنے رب سے ملاقات کریں گے۔افطار میں روزہ دار کو اتنا مزہ آتا ہے کہ روزہ خور اس سے محروم ہوتا ہے۔افطاری کے وقت روزہ دار اور غیر روزہ دار کے چہرے سے پہچان لو گے۔روزہ دار کے چہرہ پر ایک نور ہوتا ہے، ایک چمک ہوتی ہے لیکن افطاری کی دعوتوں کی وجہ سے جماعت کی نماز چھوڑنا جائز نہیں۔کہیں افطار کی دعوت ہو جس کا نام افطار پارٹی ہے وہاں سموسہ، دہی بڑا وغیرہ کی ڈش اور فش ہوتی ہے لٰہذا کبھی بھی افطاری کے لئے جماعت کی نماز مت چھوڑو۔تھوڑی سی کھجور وغیرہ سے افطار کر کے پانی پی لو۔مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ کے آؤ اور اطمینان سے کھاؤ۔جلدی جلدی کھانے میں مزہ بھی نہیں ہے۔

رمضان کی برکتوں سے محروم کرنے والے دو گناہ

دو بیماریاں ایسی ہیں جن کی وجہ سے انسان روزہ کی برکات سے محروم ہوجاتا ہے۔(۱) بدنظری،(۲) غیبت: لہٰذا رمضان میں بدنگاہی سے بہت بچو۔ ان میں سے ایک بدنظری ہے جس کی میں تفصیل پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے بدنظری کو مردوں کے لئے بھی حرام فرمایا ہے اور خواتین کے لئے بھی حرام فرمایا ہے یعنی جہاں یَغُضُّوۡا ہے کہ مردوں کو چاہیے کہ نظر بچائیں وہیں یَغۡضُضۡنَ بھی ہے کہ خواتین پر بھی فرض ہے کہ اپنی نظر کی حفاظت کریں۔

نفس سے ایک مہینہ کا معاہدہ

نظر بچانے پر انعام ملتا ہے وہ حلاوتِ ایمانی ہے کہ تمہیں ایمان کی مٹھاس مل جائے گی یعنی لیلیٰ سے نظر کو بچایا اور مولیٰ کو پایا۔ تو اللہ کے نام پر اختر گذارش کرتا ہے کہ رمضان میں ایک مہینہ کا وعدہ کرلو، نفس سے معاہدہ کرلو کہ پورے مہینہ بدنظری نہیں کریں گے، ایک مہینہ کی ٹریننگ ہے اور روزہ کا بھی احترام ہے۔ روزہ رکھ کر بدنظری بہت بڑے خسارہ کی بات ہے، اس لئے فی الحال نفس کو مودّب کرنے کے لئے اور مہذب بنانے کے لئے اور ٹریننگ دینے کے لئے ایک مہینہ کا ارادہ کرلو کہ پورے رمضان میں ایک نظر بھی خراب نہیں کریں گے اور رمضان سے پہلے ہی کمر کس لیا کرو کیونکہ سفر کرنا ہوتا ہے تو دو دن پہلے ہی سے سامان رکھتے ہو کہ بھئی یہ رکھ لو وہ رکھ لو، ریل میں فلاں فلاں چیز کی ضرورت پڑے گی۔ رمضان کی ریل میں بیٹھنا ہے تو ابھی سے ارادہ کرلو، آج ہی سے مشق شروع کردو۔

رمضان کی برکتوں سے محروم کرنے والا دوسرا گناہ

(۲) غیبت: اب دوسرا مرض جو رمضان میں بہت زیادہ مضر ہے وہ غیبت ہے۔ غیبت کرنے والا اپنی نیکیوں کا مال منجنیق میں رکھ کر مثلاً کراچی سے

کلکتہ بھیج رہا ہے، ڈھاکہ بھیج رہا ہے، دبئی بھیج رہا ہے۔ جس کی غیبت کر رہا ہے وہ چاہے دبئی کا ہو، ڈھاکہ کا ہو، کلکتہ کا ہو، مدراس کا ہو، بمبئی کا ہو، غیبت کرنے والے کی نیکیاں اس کے اعمالنامہ میں جارہی ہیں جس کی غیبت کر رہا ہے، اس لئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ! مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہم مفلس اس کو سمجھتے ہیں جو غریب مسکین ہو۔ فرمایا نہیں:

((اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّیَاْتِیْ وَقَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا ... فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یَّقْضِیَ مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔ رواہ مسلم))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الآداب؛ باب الظلم؛ ص ۴۳۵)

مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نیکیاں روزہ، نماز، تلاوت، حج، عمرہ وغیرہ لے کر آئے لیکن غیبت سے نہیں بچا جس کی وجہ سے اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائیں گی جن کی اس نے غیبت کی ہے اور جب نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو جس کی غیبت کی ہے اس کے گناہ اس کے سر پر لاد دیئے جائیں گے جس کے نتیجہ میں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

غیبت کے زنا سے اشد ہونے کی وجہ

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں اَلْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا کہ غیبت کا گناہ زنا سے اشد ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا زنا سے کیوں اشد ہے؟:

((اِنَّ الرَّجُلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوْبُ فَیَغْفِرُ اللّٰهُ لَهٗ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَةِ لَا یُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰی یَغْفِرَهَا لَهٗ صَاحِبُهٗ۔ روی البیہقی فی شعب الایمان))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الآداب؛ باب حفظ اللسان والغیبۃ؛ ص ۴۱۵)

فرمایا کہ زنا کار اپنے زنا سے اگر معافی مانگ لے تو معافی ہو جائے گی،

جس کے ساتھ زنا کیا ہے، اس سے معافی مانگنا ضروری نہیں ہے۔ زنا کو اللہ نے اپنا حق رکھا ہے، یہ حق العباد نہیں ہے لیکن غیبت حق العباد ہے۔ جس کی غیبت کی ہے جب تک اس سے معافی نہیں مانگے گا، یہ گناہ معاف نہیں ہوگا بشرطیکہ جس کی غیبت کی ہے، اس کو اطلاع ہو جائے، جب تک اس کو اطلاع نہیں ہوئی، اس وقت تک اس سے معافی مانگنا ضروری نہیں۔ مثلاً ایک آدمی نے یہاں بیٹھ کر لاہور والے کی غیبت کی اور اس کو خبر نہیں ہے۔ پھر اس کو خط لکھنا یا لاہور جا کر معافی مانگنا یہ بالکل عبث ہے، بیکار ہے بلکہ ناجائز ہے کیونکہ خواہ مخواہ آ بیل مجھے مار والی بات ہے۔ وہ سوچے گا کہ یار تم کیسے آدمی ہو کہ غیبت کرتے ہو! دیکھنے میں ایسے پیارے دوست بنے ہوئے ہو۔ لہٰذا جس کو اطلاع نہ ہوئی ہو، اس سے معافی مت مانگو، نہ خط سے نہ وہاں جا کر۔ بس جس مجلس میں غیبت کی ہو وہاں کہہ دو کہ مجھ سے نالائقی ہوگئی، وہ مجھ سے بہتر ہیں، افسوس ان کی خوبیوں پر میری نظر نہیں گئی۔ جیسے مکھی زخم پر ہی بیٹھتی ہے، سارا جسم اچھا ہے، اس کو نظر انداز کرتی ہے اور صرف گندی جگہ پر بیٹھتی ہے۔ اسی طرح ہزاروں خوبیوں کو نظر انداز کر کے میں نے ان کے ایک عیب کو دیکھا اور کیا معلوم انہوں نے اس سے بھی توبہ کرلی ہو اور اللہ کا پیار حاصل کرلیا ہو۔ نیز تین دفعہ قل ھو اللہ شریف پڑھ کر بخش دو بلکہ صبح وشام کے جو معمولات میں نے بتائے ہیں وہ پڑھ کر روزانہ اللہ تعالیٰ سے کہہ دو کہ میں نے زندگی میں جس کی غیبت کی ہو، ستایا ہو یا مارا ہو، ان سب کا ثواب اے اللہ! ان کو دے دے اور ان کو یہ ثواب دکھا کر قیامت کے دن راضی نامہ کرا دینا، ماں باپ کو بھی اس میں شامل کرلو۔ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے کہ ثواب تقسیم نہیں ہوگا، سب کو برابر ملے گا۔ سورۂ یٰسین شریف پڑھ کر بخشو تو ایک قرآن پاک کا ثواب ہر ایک کو پورا پورا ملے گا چاہے بے شمار آدمیوں کا بخشو، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے یہ قریب تر ہے۔

کفارۂ غیبت کی دلیلِ منصوص

تو غیبت کے متعلق بہت بڑے بڑے علماء بھی اس مسئلہ سے واقف نہیں ہیں۔ وہ یہی کہیں گے معافی مانگنا پڑے گی کہ یہ حق العباد ہے، بندوں کا حق ہے لیکن حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مضمون الطرائف والظرائف میں، میں نے خود پڑھا ہے کہ جس کی غیبت کی ہے جب تک اس کو اطلاع نہ ہو اس سے معافی مانگنا واجب نہیں ہے بلکہ بعض وجہ سے جائز بھی نہیں ہے کیونکہ اس سے اس کا دل برا ہوگا کہ ارے! تم اچھے خاصے دوست بن کر میری غیبت کررہے تھے۔ تو یہ اذیت پہنچانا ہوگا کیونکہ اس کو تو معلوم ہی نہیں تھا کہ میری غیبت کی گئی ہے لہٰذا جب تک اطلاع نہ ہو اس سے معافی مانگنا واجب نہیں بلکہ مندرجہ بالا طریقہ سے اس کی تلافی کرنا کافی ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے:

((اِنَّ مِنْ کَفَّارَةِ الْغِيْبَةِ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنِ اغْتَبْتَهٗ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ۔ رواہ البیھقی فی الدعوات الکبیر))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الآداب؛ باب حفظ اللسان والغیبۃ؛ ص ۴۱۵)

غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس شخص کی غیبت کی ہے اس کے لئے استغفار کرے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ یہ اسی صورت میں ہے جب اس کو اطلاع نہ ہوئی ہو یا اس کا انتقال ہو گیا ہو۔ ہاں! اگر اطلاع ہوگئی تو اب اس سے معافی مانگنا واجب ہے۔ جب تک معافی نہیں مانگو گے یہ گناہ معاف نہیں ہوگا۔ اس کو میں بیان کرتا ہوں تو بڑے بڑے علماء میرا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

قرآن پاک سے غیبت کے حرام ہونے کا ثبوت

اور اللہ تعالیٰ نے کس عنوان سے ہم کو غیبت سے نفرت دلائی ہے کہ طبیعت میں اگر ذرا سلامتی ہو تو کبھی کوئی غیبت نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ﴾

(سورۃ الحجرات:آیۃ ۱۲)

اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھالے، اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو۔ (بیان القرآن)

یعنی جب مردہ بھائی کا گوشت کھانا تم ناگوار سمجھتے ہو تو پھر غیبت کیوں کرتے ہو؟ کیونکہ غیبت کرنا گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے تو غیبت کر کے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہے ہو اور مردہ اس لئے فرمایا کہ وہ موجود نہیں ہے، اس لئے مردہ کی طرح وہ بھی اپنا دفاع نہیں کر سکتا۔

غیبت کا سبب اور اس سے بچنے کا طریقہ

لیکن بعضے ایسے ظالم ہیں کہ رمضان میں اور زیادہ غیبت کرتے ہیں کہ بھئی! ٹائم پاس نہیں ہو رہا ہے، آؤ اسی تُسی کچھ گل کریں۔ پیٹ میں روزہ ہے اور غیبت کر کے حرام کے مرتکب ہو رہے ہیں اور مردہ کا گوشت کھا رہے ہیں۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرتا ہے یا سنتا ہے وہ اپنے کو اس سے بہتر سمجھتا ہے۔ جو اپنے کو سب سے حقیر سمجھے گا وہ تو سوچے گا کہ کیا پتا قیامت کے دن ہمارا کیا حال ہوگا۔ حکیم الامت کا یہ جملہ کبھی کبھی پڑھ لیا کرو کہ اے اللہ! میں سارے مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور سارے جانوروں اور کافروں سے کمتر ہوں فی المآل کہ نہیں معلوم خاتمہ کیسا ہونا ہے۔

کیوں اس کی غیبت کرتے ہو۔ ہو سکتا ہے اس کی کوئی نیکی اللہ کے یہاں قبول ہو اور ہو سکتا ہے کہ ہماری کسی خطا پر اللہ کا عذاب اور غضب لکھا ہو۔ اس لئے نہ غیبت کرو نہ سنو اور کوئی غیبت کرنے لگے تو یہ جملہ کہہ دو کہ بھئی!

غیبت نہ کرو، ماشاء اللہ ان میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں اور ممکن ہے کہ جو تم نے دیکھا ہے انہوں نے اس سے توبہ کر لی ہو۔ کیا تم نے یہ حدیث نہیں پڑھی: اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ توبہ کرنے والا اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے اور کیا قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ تو جس کا گناہ تم نے دیکھا بھی ہے ممکن ہے کہ اس نے توبہ کر لی ہو اور توبہ سے وہ اللہ کا محبوب بن گیا ہو، تو محبوبانِ خداوند تعالیٰ کی تم غیبت کرتے ہو اور اللہ کے محبوب کی برائی کر کے اپنے اوپر غضبِ الٰہی کو خرید رہے ہو۔

جس نے غیبت کو روکا اللہ اس کی دونوں جہان میں مدد کرے گا

اور غیبت کے بارے میں ایک حدیث تو ایسی ہے جس کو سن کر شاید ہی کوئی ایسا ظالم اور احمق ہوگا جو غیبت کرے یا سنے۔ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((مَنِ اغْتِیْبَ عِنْدَہٗ اَخُوْہُ الْمُسْلِمُ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی نَصْرِہٖ فَنَصَرَہٗ نَصَرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَاِنْ لَّمْ یَنْصُرْہُ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی نَصْرِہٖ اَدْرَکَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ رواہ فی شرح السنۃ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الآداب؛ باب الشفقۃ والرحمۃ؛ ص ۴۲۳)

جب کسی کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد کرنے پر قادر ہو اور اس کی مدد کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا اور آخرت میں مدد فرمائیں گے۔ اور مدد سے کیا مراد ہے؟ یعنی غیبت کرنے والے کی بات کا رد کرے۔ جیسے ہمارے سید الطائفہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ آپ کے سامنے جب کوئی غیبت کرتا تو خاموش رہتے اور جب وہ غیبت کر چکتا تو فرماتے کہ جو کچھ تم نے کہا بالکل غلط ہے، ہم ان کو جانتے ہیں وہ ایسے آدمی نہیں جیسا تم کہتے ہو۔ غرض کچھ تو کہو، کچھ تو منہ سے نکالو کہ میاں وہ

ہم سے اچھے ہیں، ان میں بہت سی خوبیاں ہیں وغیرہ، یہ نہیں کہ خاموشی سے سن لیا اور ایک لفظ بھی نہیں بولے یا غٹرغوں کبوتر کی طرح اس کی ہاں میں ہاں ملادی کہ ہاں! مجھے بھی بہت عرصہ سے یہی شک تھا۔

توحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کے سامنے مسلمان کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد کرے مثلاً یہی کہہ دیا کہ ہمارے سامنے غیبت مت کرو یہ کہ وہ بہت اچھے آدمی ہیں وغیرہ تو نَصَرَہُ اللہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ، اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی دنیا اور آخرت میں مدد کرے گا، بتاؤ! بھئی کتنا بڑا انعام ہے۔ ایک جملے سے اپنے بھائی کی مدد کردینا یا خواتین اپنی بہن کی مدد کردیں کہ ہمارے سامنے غیبت مت کرو۔ غیبت تو سننا بھی حرام ہے تو کتنا بڑا انعام ملے گا کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوجائے گی۔ اگر وہ کہے کہ بھئی! ہم کوئی جھوٹ تھوڑی بول رہے ہیں، یہ واقعی بات ہے، حقیقت ہے تو کہہ دو کہ واقعی بات ہے تب ہی تو غیبت ہے، اگر جھوٹی بات ہوتی تو بہتان ہوتا۔ غیبت کہتے ہی اس کو ہیں کہ سچی برائی ہو جو پیٹھ پیچھے نقل کرے۔

غیبت کا حرام کرنا حق تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ پیار اور رحمت کی دلیل ہے۔ جیسے کوئی ابّا اپنے بچے کو خود تو ڈانٹے گا مگر پسند نہیں کرے گا کہ میرے بیٹے کی برائی ہوٹلوں، اسٹیشنوں اور سڑکوں پر ہو، غیبت کے حرام ہونے میں اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کی یہ عظیم دلیل ہے یا نہیں؟ کہ واقعی اس میں یہ عیب ہے مگر اس کا یہ تذکرہ بھی نہ کرو، میرے بندے کو رسوا نہ کرو۔ اگر بہت ہمدردی ہے تو اس کو خط لکھ دو یا خود جاؤ اور اس کو سمجھا دو۔

جس نے غیبت کو نہ روکا تو دونوں جہان میں رسوا ہوگا

اور اگر مدد نہیں کی، غیبت سنتا رہا یا سنتی رہی تو کیا عذاب ہے سن لو۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اَدْرَکَہُ اللہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ جس کی

غیبت کی جارہی ہے اگراس کی مدد نہ کی درآنحالیکہ اس کی مدد پر قادر تھا تو اللہ اس کو پکڑے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں۔ اس کی شرح محدثین نے کی ہے: اَیْ خَذَلَهُمُ اللّٰهُ وَانْتَقَمَ مِنْهُ اس کو دنیا اور آخرت میں ذلیل کرے گا اور اس سے انتقام لے گا۔ اس حدیث کے بعد میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ غیبت کرنے یا سننے میں کچھ فائدہ نہیں اور کتنا بڑا عذاب ہے لہٰذا جو بھی غیبت کرے اس سے کہہ دو کہ میں معافی چاہتا ہوں، میرے کانوں کو آپ گنہگار نہ کیجئے، میرے سامنے غیبت نہ کیجئے۔ جس کی آپ غیبت کررہے ہیں ان میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں اور کیا معلوم کس کا خاتمہ کیسا ہونا ہے اور قیامت کے دن کیا ہونے والا ہے؟ اس لئے رمضان میں عہد کرلیں کہ (۱) نہ غیبت کرنا ہے نہ سننا ہے اور (۲) نہ نظر کو خراب کرنا ہے۔

ماہِ رمضان میں تقویٰ سے رہنے کی برکتیں

دل میں پہلے ایک مہینہ کا معاہدہ تو کرو، ایسا نور آئے گا کہ رمضان کے بعد بھی ان شاء اللہ اس نور سے محروم ہونے کو دل نہ چاہے گا۔ جو بڑی روشنی میں رہ لیتا ہے مثلاً ایک ہزار پاور کے بلب میں تو پھر چالیس پاور کے بلب میں اس کو اندھیرا معلوم ہوگا۔ بس ایک مہینہ تقویٰ کے بڑے بلب میں رہ لو، ایک ماہ کے لئے نفس کو آسانی کے لئے منالو کہ بھئی! معاہدہ کرتے ہیں کہ نہ بدنظری کریں گے، نہ جھوٹ بولیں گے، نہ غیبت کریں گے اور خواتین یہ معاہدہ کرلیں کہ ہم ایک مہینہ بے پردہ نہیں نکلیں گے، برقعہ سے نکلیں گے اور جھوٹ بھی نہیں بولیں گے، کسی کی غیبت بھی نہیں کریں گے اور گھر میں وی سی آر، ٹیلی ویژن، گانے بھی نہیں چلائیں گے۔ ایک مہینہ کا معاہدہ کرلو اور ہر روز اللہ تعالیٰ سے کہو کہ اے اللہ! ہم یہ مہینہ تقویٰ سے گذار رہے ہیں، آپ اس مہینہ کا تقویٰ قبول کرکے گیارہ مہینہ کے لئے بھی ہمیں متقی بنادیجئے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ جس کا رمضان جتنا

بہتر گذرے گا، جتنا زیادہ تقویٰ سے گذرے گا تو اس کے گیارہ مہینے بھی پھر تقویٰ سے گذریں گے اور جو رمضان میں بھی گناہ کرے گا اس ظالم کے گیارہ مہینے بھی تباہ ہوجائیں گے۔ جیسے بزرگوں نے فرمایا کہ حج میں حرمین شریفین جا کر جو آپس میں لڑ جائیں تو ان کی کبھی دوستی نہیں ہوسکتی، وہ اپنے ملکوں میں بھی آ کر لڑتے رہیں گے، اِلَّا مَنۡ تَابَ مگر جو معافی مانگ لے۔ حرم کی خطا کی توبہ بھی حرم میں ہی کر لیجئے۔ حدودِ حرم میں جو دَم واجب ہوتا ہے وہ حدودِ حرم ہی میں دینا پڑتا ہے، اپنے ملکوں میں آ کر بکرا دے دو تو دَم ادا نہیں ہوگا۔ اسی طرح حدودِ حرم کی خطاؤں کی تلافی حدودِ حرم ہی میں کرلو اور ایک دوسرے سے کہو کہ بھئی مجھ سے غلطی ہوگئی، حاجی صاحب مجھے معاف کردو۔

بس اس مہینہ کا حق میرے دل میں آج یہی آیا ہے کہ میں آپ حضرات سے عرض کروں کہ یہ ایک مہینہ اللہ کے نام پر فدا رہو۔ ایک مہینہ کے لئے ان شاء اللہ نفس مان جائے گا کہ کوئی بات نہیں، چلو مولوی صاحب کی بات مان لو، ایک مہینہ کا معاملہ ہے۔ اس کا اثر ان شاء اللہ یہ ہوگا کہ ایک مہینہ جب تقویٰ کے نور میں رہیں گے تو رمضان کے بعد بھی گناہ کی ہمت نہیں ہوگی۔ اندھیروں سے مناسبت ختم ہوجائے گی اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ احترامِ رمضان کے صدقہ تَقۡوٰی فِیۡ رَمَضَانَ کی برکت سے تَقۡوٰی فِیۡ کُلِّ زَمَانٍ ہمیں دے دیں۔ جیسے حرمین شریفین میں جن لوگوں نے نظر کو بچایا اللہ نے ان کو عجم میں بھی تقویٰ دے دیا کہ تَقۡوٰی فِی الۡحَرَمِ ذریعہ بن گیا تَقۡوٰی فِی الۡعَجَمِ کا۔

اور اس مبارک مہینہ میں اللہ سے رزقِ حلال مانگو اور رزقِ حرام چھوڑنے کی تدبیر کرو۔ رو رو کر اللہ سے دعائیں مانگو اور کوشش کرو، حلال تلاش کرو لیکن جب تک رزقِ حلال نہ مل جائے جوش میں آ کر رزقِ حرام کا دروازہ مت چھوڑو۔ یہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مشورہ ہے۔ بعض لوگوں نے حرام چھوڑ دیا

اور حلال بھی نہ پایا تو شیطان آ گیا اور کہا کہ تم نے تو اللہ کے لئے حرام چھوڑا تھا لیکن اللہ نے تمہیں حلال بھی نہیں دیا۔اس طرح اللہ سے بدگمان کر دیا اور بہت سے کافر ہو گئے ،لہٰذا کفر سے بچانے کے لئے یہ مشورہ دیا گیا ہے۔کفر سے بہتر ہے کہ تم نادم گنہگار رہو اور کوشش کرتے رہو اور نیت کرلو کہ جب حلال مل جائے گا تو جتنی حرام آمدنی کھائی ہے اس کو صدقہ واجبہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کر دیں گے۔ نیت کرلو، اللہ کے ہاں نیت پر بھی مغفرت کی امید ہے۔ ہماری دعاؤں پر فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اے میرے عرشِ اعظم کے اٹھانے والے فرشتو! تم میری حمد و ثنا چھوڑ دو، میری تسبیحات چھوڑ دو، سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر مت پڑھو، بس میرے روزہ دار بندوں کی دعاؤں پر آمین کہتے رہو۔ پورے رمضان آپ کو عرش اٹھانے والے فرشتوں کی آمین ملتی ہے، اس لئے خوب دعا مانگو، اپنے لئے بھی اور میرے لئے بھی، میری صحت اور عمر میں برکت کی بھی اور توانائی کی بھی۔اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے اور قبول فرمائے۔آمین

رمضان المبارک کے آداب

اس لئے دوستو! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ مبارک مہینہ ہے، رمضان کے چند دن جو باقی ہیں ان میں ہر گناہ سے بچیئے، ان کو تقویٰ سے گذاریئے، خوب تلاوت کیجیئے، خوب ذکر کیجیئے۔اس مہینہ میں عرشِ اعظم کو اٹھانے والے فرشتے روزہ داروں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں اور افطار سے پہلے دعا قبول ہوتی ہے، تہجد کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، اس مبارک مہینہ میں مشق کرائی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا تا کہ تم لوگ متقی ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو جو پورا نہیں کرے گا تو سوچو اللہ تعالیٰ اس سے کتنا ناراض ہوں گے لہٰذا اس مبارک مہینہ میں فضول خرچی تو بالکل مت کرو، یار باشی تو بالکل مت کرو ایسے دوستوں

کے پاس بیٹھو ہی مت کہ جہاں بے جا اسراف ہوجائے، اگر تھوڑی دیر بیٹھو تو کہہ دو کہ اب رمضان کے بعد ملیں گے۔ ہمارے بزرگوں نے تو خطوط کے جواب بھی نہیں دیئے، اس مہینہ میں سب کام بالکل بند، جتنا ہوسکے تلاوت و ذکر وفکر اور تراویح کا اہتمام کریں، افطاری میں کھانے کا اعتدال رکھیں، دن بھر کا بھوکا اتنا زیادہ نہ ٹھونس لے کہ حلق تک دہی بڑے آجائیں اور سجدہ میں دہی بڑا نکل رہا ہے، یہ تو سجدہ کے لئے اللہ اکبر کہہ رہا ہے لیکن دہی بڑا کہہ رہا ہے کہ نہیں میں بڑا ہوں۔

اتنا کھانے کو اکابر اور بزرگوں نے منع کیا ہے۔ لوگ سحری میں بھی ڈر کے مارے حفظِ ماتقدم اتنا کھاتے ہیں کہ کہیں بھوک نہ لگ جائے، سحری کے وقت شیطان اتنا ڈراتا ہے کہ بہت زیادہ کھالو، اسٹور کرلو، اسٹاک (Stock) کرلو، گودام بھرلو تاکہ شام تک کوئی پریشانی نہ ہو۔ لیکن اس سے ہوتا کیا ہے؟ پیٹ میں گڑگڑ گڑگڑ شروع ہوجاتی ہے، دن بھر ہوا خارج ہوتی ہے، نہ تلاوت میں جی نہ ذکر میں مزہ۔ تو اتنا مت کھاؤ، اطمینان رکھو کوئی بھوکا نہیں مرتا، ایک دن میری گذارش پر عمل کر کے دیکھو، جتنی بھوک ہو اتنا کھاؤ، زبردستی مت ٹھونسو، گودام میں اسٹاک مت کرو کہ بعد میں کام آئے گا یعنی شام پانچ بجے جب بھوک زیادہ لگے گی تو اس وقت صبح کا اسٹاک کام میں آجائے گا۔ تو اس کی فکر مت کرو ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ مدد فرمائیں گے۔

دیکھو! یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔ آپ کے راستہ میں اگر کوئی کام کرے تو آپ اس کی مدد کرتے ہیں یا نہیں؟ بولئے! آپ کے کام سے کوئی شخص جارہا ہے تو آپ اس کی مدد نہیں کریں گے؟ تو جو اللہ کی نافرمانی سے بچتا ہے، خدا بھی اس کی مدد کرتا ہے اور جو عبادت کرتا ہے اللہ اس کی بھی مدد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی اس کا روزہ آسانی سے پورا کراتے ہیں۔ تمام کافر قومیں روزہ کا سن کر کانپ جاتی ہیں، مسلمانوں کے روزہ سے یہودی، ہندو ڈرتا ہے کہ یہ کیسے مسلمان ہیں۔

لیکن آپ بتایئے کہ رمضان کیسے گذر رہا ہے؟ رمضان آنے سے پہلے تو ڈر لگا تھا کہ بھئی رمضان آرہا ہے لیکن جب رمضان آ گیا، روزہ رکھ لیا تو سب ڈر ختم ہو گیا اور رمضان میں کتنا ڈر لگتا ہے آپ کو بتاتا ہوں۔

رمضان سے خوف کھانے پر ایک لطیفہ

ایک گاؤں کے مولوی صاحب نے وعظ میں اعلان کیا کہ دیکھو بھئی! رمضان شریف آرہا ہے، اس کا خوب اکرام کرنا، خوب خیال رکھنا تو دیہاتیوں نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ رمضان آتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ روزہ رکھنا پڑتا ہے۔ بستی والے بہت ہی جاہل تھے، کہنے لگے کہ روزہ کیا ہوتا ہے؟ مولوی صاحب نے کہا دن بھر کھانا پینا بند۔ گاؤں والوں نے کہا کہ اچھا رمضان آتا کدھر سے ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ مغرب کی طرف سے آتا ہے اور تاریخ بھی بتادی کہ ۲۹ یا ۳۰ تاریخ کو آتا ہے۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ ہم آنے ہی نہیں دیں گے۔ سب نے کہا کہ رمضان کی تیاری کرلو، رمضان کے آنے سے روزہ فرض ہوجاتا ہے۔ اب مولوی صاحب تو چلے گئے لیکن ان کے بعد جتنے بستی والے تھے جب انتیس تاریخ آئی اور چاند دیکھنے کا وقت آیا تو سب گاؤں کے باہر پہنچ گئے اور انہوں نے کہا کہ انتیس کو رمضان آئیں گے یا تیس کو، جب انتیس کو نہیں آئے تو تیس کو پھر پہنچ گئے کہ آج تو رمضان صاحب ضرور آئیں گے لہٰذا لاٹھی لے کر بستی سے باہر کھڑے ہو گئے اور دیکھ رہے ہیں کہ رمضان کدھر سے آتا ہے۔

اتنے میں دور سے ایک آدمی اونٹ پر بیٹھا آتا دکھائی دیا، یہ ظالم وہیں سے چلائے کہ خبردار! ہمارے گاؤں کی طرف قدم مت رکھنا، کیا نام ہے تمہارا؟ اس نے کہا کہ میرا نام رمضان علی ہے، اب تو سب نے ڈنڈا لے کر اس کی ایسی

پٹائی کی کہ بے چارے کو سانس لینا مشکل ہو گیا کہ میں کہاں آ پھنسا، جلدی سے وہاں سے لوٹ کر واپس بھاگ گیا۔ ایک مہینہ کے بعد مولوی صاحب آئے اور پوچھا کہ دوستو! میں نے تم سے رمضان کی فضیلت بیان کی تھی تو تم نے رمضان کے روزے رکھے؟ لوگوں نے کہا کہ رمضان صاحب کو تو ہم نے آنے ہی نہیں دیا پھر روزہ کیسے فرض ہوتا؟ خدا ایسی جہالت سے بچائے۔ اس واقعہ کو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ میں وہی باتیں بیان کرتا ہوں جو اللہ والوں نے بیان کی ہوں، اس قصہ میں نور بھی ہے اور نیند بھی بھاگ جاتی ہے۔

اللہ نے اس مبارک مہینہ کی جو غایت و غرض بیان کی ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ یعنی تم متقی بن جاؤ تو ہم سب تقویٰ حاصل کریں۔ دعا کیجئے کہ اللہ ہم سب کو اپنی رحمت سے متقی بنا دے اور گناہوں کے اسباب کی طرف جانے سے ہمیں ایسا خوف دے دے کہ ہم گناہوں سے ایسے بھاگیں جیسے سانپ سے بھاگتے ہیں۔ یا اللہ! کسی کو کسی درخت کے نیچے سانپ کاٹ لے تو وہ زندگی بھر اس درخت کا رخ بھی نہیں کرے گا مگر ہمارے نفس کا یہ حال ہے کہ ہمیں جہاں موقع ملا گناہوں کی طرف ہمارے قدم بھاگے چلے جاتے ہیں۔ اے اللہ! اپنی رحمت سے ہم سب کو تمام گناہوں سے بچنے کی اور اپنے غضب سے ڈرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ یا اللہ! قبل اس کے کہ آپ کا غضب ہمیں پکڑ لے ہمیں جلد ہدایت عطا فرما دیجئے۔

آج جو مضمون بیان کیا گیا ہے اپنی رحمت سے اس پر سنانے والے کو بھی اور سننے والوں کو بھی عمل کی توفیق نصیب فرما۔ اے اللہ! ہمارے پیٹ میں روزہ ہے اور ہم آپ کے لئے بھوکے ہیں، آپ کے لئے پیاس میں مبتلا ہیں، آپ کے حکم سے ہم پانی اور کھانا استعمال نہیں کر رہے ہیں اور عرشِ اعظم کو اٹھانے والے فرشتے ہماری دعاؤں پر آمین کہہ رہے ہیں تو یا اللہ! ان تمام فرشتوں کی برکت سے اور

رمضان کے اس مبارک مہینہ کی برکت سے ہم سب کو اللہ والی حیات نصیب فرما، نفس اور شیطان کی غلامی سے نکال کر اپنی سچی سو فیصد فرمانبرداری والی حیات، اللہ والی زندگی ہم کو نصیب فرما اور ہماری جو بیٹیاں، مائیں اور بہنیں آتی ہیں جن کے لئے یہاں پردہ کا انتظام ہے، اے اللہ! ان سب کو بھی اللہ والی بنا دیجئے اور اپنی محبت ہمارے سینوں میں داخل فرما دیجئے۔ اے اللہ! اپنی رحمت سے تمام ناراضگی کے کاموں سے ہم سب کے دلوں کو نفرت اور کراہیت اور اپنی خصوصی حفاظت نصیب فرما دے اور جن باتوں سے آپ خوش ہوتے ہیں ان پر عمل نصیب فرما۔ یا اللہ! اولیاء کی حیات، اپنے دوستوں کی زندگی سے ہماری زندگی کو آشنا فرما، جو دردِ محبت آپ اپنے اولیاء کے سینوں کو عطا کرتے ہیں ہمارے دلوں کو بھی اس دردِ محبت سے آشنا کر دے اور ہمیں بیگانوں سے بیگانہ کر دے اور اپنوں سے اپنا بنا دے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ







شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کا ارشاد مبارک

قبولیتِ توبہ کی چار شرائط

دوستو! توبہ قبول ہونے کے لئے علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے چار شرائط لکھی ہیں:

(۱) جس گناہ میں مبتلا ہو، اس سے الگ ہوجائے، وہ گناہ چھوڑ دے۔

(۲) اس گناہ پر نادم ہوجائے، شرمندگی ہوجائے۔

(۳) پکا عزم کرلے کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کروں گا۔

(۴) اگر کسی بندہ کا حق مارا ہو تو اس کا حق واپس کرے اور اگر سب کھا پی کر ختم کردیا اور واپس کرنے کے لئے وسائل نہیں ہیں تو اس کے پاؤں پکڑ کر رو رو کر معافی مانگے۔ بس انشاء اللہ تعالیٰ کام بن جائے گا۔

جب ان چار شرطوں سے توبہ قبول ہوگئی، معافی ہوگئی لیکن پھر آپ بازار گئے اور دوبارہ وہی گناہ ہوگیا تو کیا پہلی توبہ بیکار جائے گی؟ نہیں۔ بلکہ قبول ہوگئی اب دوسری توبہ جب ٹوٹے گی تو پھر جوڑنا پڑے گا۔ جیسے ابھی وضو ہے لیکن اگر یہ وضو ٹوٹ جائے تو اس وضو سے جو نماز پڑھی ہے کیا وہ دہرانی پڑے گی؟ نہیں۔ بلکہ دوبارہ وضو کرکے باوضو ہوجائیں۔ اسی طرح دوبارہ توبہ کرکے متقی ہوجائیں۔

(از مواعظِ اختر نمبر ۵۸، اولاد کو دین نہ سکھانے کا وبال)

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com